41

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

3 تا 9 محرم الحرام 1436ھ / 28 اکتوبر تا 3 نومبر 2014ء

اس شمارے میں

پاکستان کا سیاسی، معاشی اور عسکری محاصرہ

نفاق کی حقیقت

اپنی خودی پہچان......

ہمارا حاکم صرف ایک: اللہ تعالیٰ

شہادت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ایک اور گالی!

شہادت حسین رضی اللہ عنہ

جمعہ کے دن کی فضیلت اور اہمیت

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

شخصیت پرستی کا خاتمہ

اسلام کی تاریخ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے مسلمانوں کو اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ اسلام شخصیت پرستی کا نام نہیں ہے' بلکہ خدا پرستی کا نام ہے' یعنی مسلمان کا مقصود و مطلوب صرف اللہ ہے۔ جب سالم بن عبیدؓ کے ذریعے حضرت ابوبکرؓ کو حادثۂ رحلت سرورِ عالم ﷺ کی خبر پہنچی تو آپؓ فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر کاشانۂ نبوت میں تشریف لائے۔ آنحضرت ﷺ کے جسدِ اطہر کے قریب کھڑے ہو کر رُخِ روشن سے چادر اٹھائی' پیشانی مبارک پر بوسہ دیا' گریہ کناں آپ ﷺ کو مخاطب کر کے یوں گویا ہوئے: ''میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! آپؐ زندگی میں بھی پاک اور صاف رہے اور اب موت کے بعد بھی پاک اور صاف ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اللہ آپؐ کو ہرگز دو موتیں نہیں دے گا۔ وہ موت جو اللہ نے آپ کے لئے مقدر کر دی تھی وہ تو آپؐ کو آ ہی گئی۔'' یہ کہہ کر مسجد نبویؐ میں تشریف لائے۔ یہاں عجیب کہرام مچا ہوا تھا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے کہ حضور ﷺ کی وفات نہیں ہوئی ہے۔ صدیق اکبرؓ نے انہیں سمجھایا اور کہا بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گئے تو آپؓ نے تقریر شروع کی۔ حمد و ثناء کے بعد فرمایا: ''پس تم میں سے جو شخص حضرت محمد (ﷺ) کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ بلاشبہ آنحضرت ﷺ وفات پا گئے' لیکن جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے' اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ بے شک زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ چنانچہ اللہ فرماتا ہے ''محمد (ﷺ) نہیں ہیں مگر (اللہ کے) ایک رسول۔ ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزرے ہیں۔ پس اگر ان کو موت آ جائے یا وہ قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے کو لوٹ جاؤ گے؟ (اسلام ترک کر دو گے؟) اور جو شخص ایسا کرے گا تو وہ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اللہ شکر کرنے والوں کو عنقریب جزا دے گا!'' (سورہ آل عمران: 144)

یہ تقریر سن کر حاضرین پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ لیکن ساتھ ہی انہیں ایسا معلوم ہوا کہ یہ آخری آیت گویا انہیں معلوم ہی نہ تھی۔ اب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاوت کی تو ان کی آنکھوں سے پردہ اٹھ گیا' اور یہ آیت اس قدر مؤثر ثابت ہوئی کہ ہر شخص اس کی تلاوت کر رہا تھا۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ اور حضرات شیخین (رضی اللہ عنہما) نے زبانی تعلیم اور اپنے طرز عمل سے یہ بنیادی حقیقت مسلمانوں کے دلوں میں جاگزیں کر دی تھی کہ فرقہ بندی اسلام کی ضد ہے اور مسلمانوں کی حیات اجتماعی کے حق میں سم قاتل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عہد نبویؐ اور عہد خلافت شیخینؓ میں کوئی فرقہ موجود نہ تھا۔''

پروفیسر یوسف سلیم چشتی

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

عمر اور رزق میں فضیلت

سورۃ النحل | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | آیات 70، 71

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَاۗدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰي مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝

آیت ۷۰ ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ﴾ ’’اور اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا‘ پھر وہی تمہیں وفات دے گا‘ اور تم میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو ناکارہ عمر کو لوٹا دیے جاتے ہیں‘‘

ایسی عمر جس میں آدمی ناکارہ ہو کر دوسروں پر بوجھ بن جاتا ہے۔

﴿لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝﴾ ’’کہ نہ جانے علم رکھنے کے بعد کچھ بھی۔ یقیناً اللہ جاننے والا‘ قدرت والا ہے۔‘‘

بڑھاپے میں اکثر لوگوں کی قوتِ فکر متاثر ہو جاتی ہے اور زیادہ عمر رسیدہ لوگوں کو تو dementia ہو جاتا ہے جس سے ذہنی صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں اور یادداشت جواب دے جاتی ہے۔ اس کیفیت میں بڑے بڑے فلسفی اور دانشور بچوں جیسی باتیں کرنے لگتے ہیں۔

آیت ۷۱ ﴿وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ﴾ ’’اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت دی ہے۔‘‘

رزق سے مراد صرف مادی اسباب و وسائل ہی نہیں بلکہ اس میں انسان کی جسمانی و ذہنی صلاحیتیں بھی شامل ہیں۔ مادی وسائل کی کمی بیشی کے بارے میں تو کوئی سوشلسٹ یا کمیونسٹ اعتراض کر سکتا ہے کہ یہ غلط تقسیم اور غلط نظام کا نتیجہ ہے‘ جس کا ذمہ دار خود انسان ہے‘ مگر یہ امر اپنی جگہ اٹل حقیقت ہے کہ ہر انسان کی ذہنی استعداد اور جسمانی طاقت ایک سی نہیں ہوتی۔ جینز (genes) کے ذریعے وراثت میں ملنے والی تمام صلاحیتیں بھی سب انسانوں میں برابر نہیں ہوتیں‘ پھر اس میں کسی کے اختیار و انتخاب کو بھی کوئی دخل نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مادی اسباب و وسائل کے علاوہ ذاتی صلاحیتوں میں بھی مختلف انسانوں کو مختلف اعتبار سے ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے۔

﴿فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَاۗدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰي مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ ۭ﴾ ’’تو نہیں ہیں وہ لوگ جنہیں (رزق میں) فضیلت دی گئی ہے لوٹانے والے اپنا رزق اپنے غلاموں کو کہ وہ ہو جائیں اس میں برابر۔‘‘

یعنی ایسا تو نہیں ہوتا کہ اُمراء اپنی دولت اور جائیدادیں اپنے غلاموں میں تقسیم کر دیں اور انہیں بھی اپنے ساتھ ان جائیدادوں کا مالک بنا لیں۔ تو اگر تم لوگ اپنے غلاموں کو اپنے ساتھ اپنی ملکیت میں شریک نہیں کرتے تو کیا اللہ تمہارے جھوٹے معبودوں کو اپنے برابر کر لے گا؟ اور یہ جو ان لوگوں کا خیال ہے کہ ایک بڑا خدا ہے اور کچھ چھوٹے چھوٹے خدا ہیں اور یہ چھوٹے خدا بڑے خدا سے ان کی سفارش کریں گے تو کیا اللہ پر ان میں سے کسی کی دھونس چل سکے گی یا اللہ ان میں سے کسی کو یہ اختیار دے گا کہ وہ اس سے اپنی کوئی بات منوا لے؟

﴿اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝﴾ ’’تو کیا یہ لوگ اللہ کی نعمت کا انکار کر رہے ہیں؟‘‘

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
3 تا 9 محرم الحرام 1436ھ — جلد 23
28 اکتوبر تا 3 نومبر 2014ء — شمارہ 41
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-36293939
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 3-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

پاکستان کا سیاسی، معاشی اور عسکری محاصرہ

کیا اسلام دشمن قوتیں عالم اسلام کو تقسیم در تقسیم کی اپنی پالیسی کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے پاکستان کو بھی اس لپیٹ میں لینا چاہتی ہیں، یعنی پاکستان کے حصے بخرے کرنا چاہتی ہیں۔ یہ ایک انتہائی اہم اور قابل غور سوال ہے۔ اگر ماضی قریب میں پیش آنے والے واقعات و حادثات کسی سطح پر بھی اس کی تصدیق کریں تو اہل پاکستان کو کیا کرنا ہوگا اور دشمنانِ اسلام اور پاکستان سے کیسے نمٹنا ہوگا؟ اس کا جواب ہمارا دینی اور قومی فریضہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ، اسرائیل اور دوسری اسلام دشمن قوتیں مختلف اسلامی ممالک کو مختلف طریقوں سے تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ مثلاً ایک طریقہ عراق اور افغانستان کے حوالہ سے اختیار کیا گیا کہ وہاں پوری قوت سے براہِ راست حملہ کیا گیا، فضائی حملے کیے گئے، زمینی فوج اتاری گئی اور اپنی بحریہ کو بھی استعمال کیا گیا۔ لیبیا کو برباد کرنے کے لیے کرنل قذافی کے مخالفین کی مدد حاصل کی گئی اور اپنی صرف فضائیہ کو استعمال کر کے مقاصد حاصل کر لیے گئے۔ آج لیبیا میں کون کس کو مار رہا ہے، کچھ معلوم نہیں۔ بہر حال قذافی کا امریکہ دشمن لیبیا اب مغربی قوتوں کے رحم و کرم پر ہے۔ شام کو امریکہ اور روس مل کر تباہ کر رہے ہیں۔ امریکہ بشار الاسد کے مخالفین کی مدد کر رہا ہے، لیکن مدد کا انداز یہ ہے کہ خون خرابہ تو جاری رہے لیکن بشار الاسد کی حکومت مکمل طور پر ختم نہ ہو۔ اصل مقصد قتل و غارت گری کو جاری رکھ کر شام کی مکمل تباہی و بربادی ہے تاکہ کل کلاں اگر عوامی حمایت سے کوئی مناسب حکومت آ بھی جائے تو وہ حالات کو سنبھال نہ سکے۔ شیعہ سنی اختلافات کو بڑھاوا دینے کے لیے ہر حربہ اختیار کیا جا رہا ہے اور ایران کو ہوا بنا کر مشرق وسطیٰ کی سنی ریاستوں خاص طور پر سعودی عرب کو بلیک میل کیا جاتا ہے۔ ایران کے ساتھ جھوٹی، نمائشی اور دکھاوے کی محاذ آرائی یعنی نورا کشتی ایک عرصہ سے جاری ہے۔ مصری عوام پر مصر کی سیکولر فوج مسلط کر دی گئی ہے جو عربوں خصوصاً الاخوان پر ناقابلِ یقین ظلم و ستم ڈھا رہی ہے۔ یعنی مصری فوج کو استعمال کرتے ہوئے مصری عوام کو اپنا بالواسطہ غلام بنایا ہوا ہے۔

وطن عزیز پر بھی پرویز مشرف جیسے سیکولر ذہنیت کے حامل ڈکٹیٹر کو مسلط کر کے مصر جیسی صورت حال پیدا کرنے کی کوشش کی گئی جو جزوی طور پر کامیاب ہوئی، البتہ یہ کوشش جاری ہے، لیکن دو وجوہات کی بنا پر ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ اور دوسری پاکستان دشمن قوتوں کو مکمل اور فوری کامیابی نہیں ہو سکی، لیکن پاکستان دوست قوتوں نے اگر مزاحمت میں کمزوری ظاہر کی تو پاکستان بھی خدانخواستہ مصر بن سکتا ہے۔ اس حوالہ سے پہلی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ پاکستانی افواج میں سیکولر عناصر بہت اثر و رسوخ رکھتے ہیں لیکن خوش قسمتی سے غالب نہیں ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے پاکستانی افواج میں اب بھی ایک معقول تعداد اسلام کے ساتھ کسی نہ کسی درجہ میں وابستگی رکھتی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں میڈیا آزاد ہے اور فوجی آمریت کو کُھل کھیلنے نہیں دیتا۔ عوام کو بھی اسلام کے ساتھ جذباتی لگاؤ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بار بار کی کوشش کے باوجود سیکولر عناصر ریاست کے نام سے اسلام کا نام بھی نہیں نکال سکے اور تمام تر کوششوں کے باوجود اسلامی جمہوریہ پاکستان کو عوامی جمہوریہ پاکستان نہیں بنایا جا سکا۔ لہٰذا امریکہ کا مصری ماڈل پاکستان میں فی الحال اس طرح کامیابی حاصل نہیں کر سکا۔ ڈرون حملوں اور سرحدوں کی خلاف ورزی سے پاکستان کو زمین اور فضا سے نقصان پہنچایا جا رہا ہے، لیکن یہ اسلام اور پاکستان دشمن قوتیں

عراق اور افغانستان کی طرح یہاں کھلم کھلا جارحیت کا مظاہرہ کر کے یعنی باقاعدہ زمینی اور فضائی حملہ سے پاکستان کو تاخت و تاراج نہیں کر پا رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان ایٹمی صلاحیت کا حامل ہے، چنانچہ افغانستان اور عراق کی طرح باقاعدہ اعلانِ جنگ کر کے حملہ آور ہونے میں رسک ہے۔ لہٰذا یہ خطرہ تو مول نہیں لیا جا رہا ہے، لیکن شمال مغرب میں افغانستان کی پٹھو حکومت اور مشرق سے بھارت پے در پے سرحدی خلاف ورزیاں کر رہے ہیں اور اب امریکہ نے اپنے دیرینہ دوست ایران کے ذریعے بلوچستان کے بارڈر پر پاکستانی افواج پر حملے کرانا شروع کر دیے ہیں۔

شمال مغربی سرحد کی طرف سے دراندازی‘ سی آئی اے اور را کی مدد سے ہونے والی دہشت گردی کی وجہ سے پاکستانی فوج کے ایک بہت بڑے حصے کو ضربِ عضب میں جھونکنا پڑا، گویا غیروں کی حکمت عملی اور اپنی حماقتوں کی وجہ سے فوج کو پاکستان بھر میں پھیلانا پڑا جو کسی بھی ملک کی سلامتی کے حوالے سے ایک انتہائی خطرناک عمل ہے۔ سیاسی سطح پر بھی تقسیم در تقسیم کا سلسلہ چل رہا ہے اور سیاسی جماعتیں متحارب گروپس کی شکل اختیار کر کے ایک دوسرے کے خلاف مورچہ زن ہیں۔ ڈاکٹر طاہر القادری اسلام آباد سے دھرنا لپیٹ چکے ہیں، لیکن حکومت سے ان کی محاذ آرائی کی صورتِ حال ختم نہیں ہوئی۔ عمران خان کنٹینر پر ڈٹے ہوئے ہیں اور نواز شریف سے استعفیٰ لینے پر بضد ہیں۔ وہ ملک کے مختلف شہروں میں انتہائی مختصر نوٹس پر حیران کن حد تک بڑے جلسے کر رہے ہیں، جو یقینی طور پر حکومت کے لیے پریشانی کا باعث ہیں۔ بجلی کے بلوں نے جلتی پر تیل کا کام کیا ہے جس سے حکومت کا گراف نیچے آیا ہے۔ غیر مقبولیت کی وجہ سے حکومت کی گرفت کمزور ہو رہی ہے، لیکن اندرونی محاذ پر جو انتہائی خطرناک بات ہوئی ہے وہ ایم کیو ایم اور پی پی پی میں چپقلش ہے، جس کے نتیجہ میں ایم کیو ایم سندھ حکومت سے الگ ہو گئی ہے۔ عین اس وقت برطانوی حکومت نے الطاف حسین کو منی لانڈرنگ کیس میں باعزت بری کر دیا ہے۔ اگرچہ ڈاکٹر عمران فاروق کے قتل میں بھی الطاف حسین کو ملوث کیا گیا تھا، لیکن وہ کیس بہت کمزور تھا، جبکہ منی لانڈرنگ کیس انتہائی مضبوط تھا اور برطانیہ میں یہ ایک بہت بڑا جرم ہے۔ سوال یہ ہے کہ برطانیہ جس کی حیثیت امریکی دم چھلے کی ہے، اُس نے اتنا بڑا قدم کیوں اٹھایا ہے اور امریکہ برطانیہ وغیرہ الطاف حسین اور ایم کیو ایم سے اس کی کیا قیمت وصول کریں گے اور پاکستان میں کیا کھیل کھیلا جانے والا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ محرم الحرام کے بعد پاکستان کسی نئی اور زیادہ خطرناک صورت حال کا سامنا کر رہا ہو گا، جس میں نامور سیاسی لیڈروں پر قاتلانہ حملے اور ان کے پیروکاروں کو اشتعال دلا کر تخریب اور توڑ پھوڑ کا سلسلہ شروع کرانے کا آپشن بھی شامل ہے۔

معاشی لحاظ سے بھی پاکستان کا گھیراؤ جاری ہے‘ بے دریغ قرضے لینے کا جو سلسلہ زرداری حکومت نے شروع کیا تھا، کشکول شکنی کی دعوے دار مسلم لیگی حکومت نے نہ صرف اس سلسلہ کو جاری رکھا ہوا ہے بلکہ تیز تر کر دیا ہے۔ چھ سال پہلے ہر پاکستانی 35 ہزار کا مقروض تھا، آج 85 ہزار سے زائد کا مقروض ہے۔ جلد وقت آنے والا ہے کہ ہم قسطیں اور سود ادا کرنے کے بعد بمشکل دفاعی اخراجات پورے کر سکیں گے۔ لہٰذا باقی مالی معاملات اب IMF‘ ورلڈ بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک کے حوالے ہیں جو مکمل طور پر ہمارے ’’سجن‘‘ امریکہ کے زیر اثر ہیں، بلکہ امریکی ڈکٹیشن پر کام کرتے ہیں۔ لہٰذا اپنے اندرونی معاملات میں امریکہ کو من مانیاں کرنے سے روکنا ہمارے کٹھ پتلی حکمرانوں کے بس کی بات نہیں رہی۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ کی سربراہی میں نیٹو فورسز‘ بھارت اور اسرائیل پاکستان پر آخری ضرب لگانے کی تیاری کر چکے ہیں۔ ایران کی للچائی ہوئی نظریں بھی ایک عرصہ سے پاکستان کے بلوچستان پر لگی ہوئی ہیں، لہٰذا وہ بھی موقع سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ مشرقِ وسطیٰ اور سعودی عرب پاکستان کے دل سے بہی خواہ ہیں لیکن امریکی حکم کے آگے چون و چرا کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ لہٰذا عین ممکن ہے کہ پاکستان پر برا وقت آئے تو عرب عوام کی جو بھی خواہش ہو، وہاں کے حکمران ’’سب سے پہلے عرب‘‘ کا نعرہ لگا سکتے ہیں۔ دنیا میں صرف چین پاکستان کا دوست رہ جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا وہ پاکستان کی خاطر ساری دنیا سے جنگ کر سکے گا؟ اس سوال کا جواب دینا اس لیے مشکل ہے کہ خدانخواستہ پاکستان ختم ہوتا ہے تو چین کے گھیراؤ کا دیرینہ امریکی خواب بھی پورا ہو سکتا ہے۔ بہر حال زمینی حقائق کے مطابق کوئی انسانی قوت پاکستان کو بچانے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ لہٰذا ایمان ہی کا نہیں عقل کا تقاضا بھی یہ ہے کہ انسانوں کے خالق و مالک کی مدد حاصل کی جائے، وہ مسلمانوں کی مدد کو یقیناً آئے گا۔ اور اگر اللہ ربّ العزت ہماری مدد کو آتا ہے تو دنیا کی ان تمام قوتوں کو لاکھوں سے ضرب بھی دے دی جائے تو پاکستان کو نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ لیکن اس مدد کی کچھ شرائط ہیں‘ کیا ہم وہ شرائط پوری کرنے پر تیار ہیں؟ کیا ہم تائب ہوں گے؟ کیا ہم رجوع کریں گے؟ کیا ہم نظریۂ پاکستان کو عملی شکل دیں گے؟ کیا ہم پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانے کی عملی جدوجہد کریں گے؟ کیا ہم تحریک پاکستان کے دوران اللہ سے کیے گئے وعدہ کو پورا کریں گے؟ کیا پاکستان کو سرسری نگاہ سے دیکھنے والا بھی کہہ سکے گا کہ یہ قوم اللہ کے سوا کسی کو معبود نہیں مانتی اور یہاں شریعت محمدیؐ کو مکمل بالادستی حاصل ہے؟ اگر ان تمام سوالات کے جواب ’’ہاں‘‘ میں آ جائیں تو پھر ان اسلام اور پاکستان دشمن قوتوں کو چیلنج کیا جا سکتا ہے کہ اگر اللہ اور رسول ﷺ کے دشمن تمہارے سوا اس دنیا میں اور بھی کوئی ہیں تو انہیں بھی اپنی مدد کے لیے بلا لو، ہمیں تیار پاؤ گے۔ اور اگر اہل پاکستان نے نوشتہ دیوار پڑھنے سے انکار کر دیا تو نتیجہ ناقابل تحریر ہے۔ اس لیے کہ پاکستان کا سیاسی‘ معاشی اور عسکری محاصرہ مکمل ہو چکا ہے۔ دل یا شکم! یہ فیصلہ اہل پاکستان نے کرنا ہے۔

☆☆☆

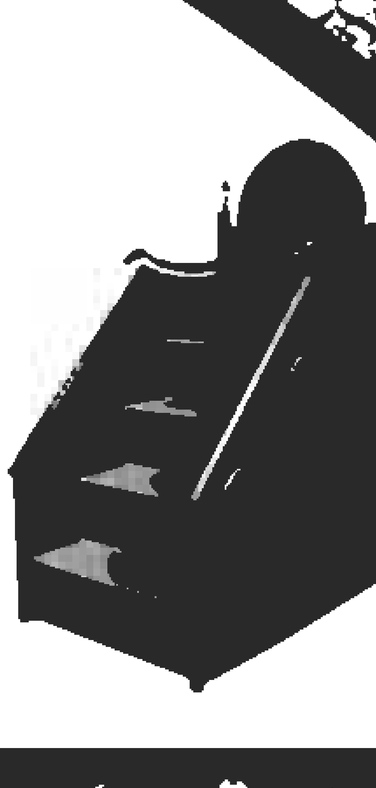

نفاق کی حقیقت

سورۃالمنافقون کی پہلی 3 آیات کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 10 اکتوبر 2014ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب: فرقان دانش

خطبۂ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

حضرات محترم! قرآن مجید کے آخری حصے کی جن سورتوں کا ہم ترتیب کے ساتھ مطالعہ کر رہے ہیں، اس میں اب سورۃ المنافقون کا آغاز ہوگا۔ اس سے پہلے سورۃ الجمعہ زیر مطالعہ تھی۔ سورۃ الجمعہ کے بعد سورۃ المنافقون ہے۔قرآن مجید کا یہ حصہ وہ ہے جہاں پر دس مدنی سورتیں اکٹھی آئی ہیں۔ یہ واحد مقام ہے کہ دس مدنی سورتیں ایک جگہ آئی ہیں۔ پورے قرآن میں اس کی اور کوئی مثال یا نظیر موجود نہیں۔ ان دس میں سے پانچ مسبّحات ہیں، جن کا آغاز تسبیح باری تعالیٰ یعنی ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ﴾ یا ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ سے ہوتا ہے۔ان میں سے سورۃ الحدید، سورۃ المجادلہ اور سورۃ الممتحنہ کا ہم مطالعہ کر چکے ہیں۔ اس کے بعد سورۃ الصّف ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کے مقصد بعثت اور اسی حوالے سے آپؐ کی امتیازی تکمیلی شان، جہاد وقتال اور اس کی اہمیت کا بیان ہے۔ اس سے ملحق سورۃ الجمعہ میں اس انقلابی پراسس کا بیان ہے جو انقلابی جماعت کی تیاری کے لیے ضروری ہے یعنی آنحضورؐ نے کیسے وہ جماعت تیار کی، اس کے متعلق راہنمائی سورۃ الجمعہ میں ہے۔اس کے بعد سورۃ المنافقون ہے جو ساتویں سورت ہے۔ آج ہم اس کا مطالعہ کریں گے،ان شاءاللہ۔

یہ پوری سورت اسی سے بحث کرتی ہے کہ منافقت کیا ہے؟ اس کے مظاہر کیا ہیں؟ اگر انسان اسی رستے پر چلتا رہے تو کس بدترین انجام تک پہنچتا ہے۔

اسی سورت میں منافقت کے مرض کا علاج بھی بیان ہوا ہے۔ دراصل جہاد وقتال سے جی چرانا اس مرض کا سب سے بڑا سبب ہے، دوسرے الفاظ میں دین کے تقاضوں سے روگردانی کرنا نفاق تک لے جاتا ہے یعنی اللہ کو مان لیا، حضور ﷺ کو اللہ کا نبی اور رسول مان لیا۔لیکن ان کی تعلیمات پر عمل نہیں کر سکتے۔ کوتاہی تو ہر ایک سے ہوتی ہے، جب تک انسان کو اپنی کوتاہی کا احساس رہے کہ ہاں دین کے تقاضے تو یہی ہیں لیکن میں پورا نہیں کر پایا، کچھ نہ کچھ شرمندگی رہے اور اللہ سے استغفار کرتا رہے، اِسے ہم منافقت نہیں کہیں گے۔لیکن اسی لائن پر چلتے چلتے جب ایک شخص وہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ میں کب تک اللہ سے معافی مانگوں یا لوگوں میں نکو بن گیا ہوں کہ باقی لوگ دین کے کاموں میں آگے بڑھ گئے ہیں اور میں پیچھے رہ گیا ہوں۔ جہاد وقتال کی کال آئی، لوگ آگے جا رہے ہیں اور سرفروشی دکھا رہے ہیں اور میں سستی کر کے پیچھے بیٹھا ہوا ہوں۔اب یہ جھوٹے بہانے بنانا شروع کر دے اور اپنے اس طرزِ عمل کے لیے کوئی جواز بنانا شروع کر دے تو یہ نفاق کی ابتدا ہے۔ جب تک وہ محسوس کرے کہ میرے اندر کمی وکوتاہی ہے، مجھے اس کی اصلاح کرنی چاہیے، مجھے اس پر اپنے رب سے استغفار کرنا چاہیے، اس کا مطلب ہے کہ ابھی ایمان کا درجہ باقی ہے۔ جب اس پر ڈھٹائی شروع ہو جائے اور پھر فلسفیانہ انداز سے دینی تصورات کی نفی شروع کر دے کہ قرآن تو یہ کہتا ہی نہیں ہے، دین کا تو یہ تقاضا ہی نہیں ہے۔اب یہاں سے گویا کہ نفاق کا مرض شروع ہو گیا۔ قرآن نے اسے ایک مرض قرار دیا ہے۔ یہ مضمون کہ منافقین کے ہتھکنڈے کیا تھے، وہ کس طریقے سے مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے اور کیسے دشمن قوتوں سے ان کے مراسم تھے، سورۂ نساء میں بڑی تفصیل کے ساتھ ان کا پول کھولا گیا ہے۔ سورۃ التوبہ میں اس مضمون کا کلائمکس آیا ہے۔ بہرحال قرآن میں یہ مضمون بار بار آیا ہے کیونکہ اس کی اہمیت بہت ہے۔ حتیٰ کہ یہاں پر سورۃ المنافقون کے نام سے پوری سورت موجود ہے۔ لٰہذا اس مضمون کو اچھی طرح سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس حوالے سے ایک بہت بڑی حقیقت حدیث میں آئی ہے۔ فرمایا: ''نفاق کے مرض سے اپنے آپ کو محفوظ وہی سمجھتا ہے جو منافق ہے اور جو سچا ہے اسے ہر وقت اندیشہ رہتا ہے کہ نفاق کا مرض مجھے لاحق نہ ہو جائے۔'' بات عجیب سی ہے کہ منافق کو نظر نہیں آ رہا ہوتا کہ میں منافق ہوں اور وہ پریشانی کا شکار نہیں ہوتا کہ میں کس بدترین انجام کی طرف جا رہا ہوں۔ جبکہ صاحبِ ایمان کو خطرہ رہتا ہے کہ یہ وائرس مجھے نہ لاحق ہو جائے۔ دراصل نفاق ایمان کو گھن کی طرح کھا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ شخص ظاہراً مسلمان کہلائے گا۔ اسلامی قانون وشریعت کی رُو سے اسے اس وقت تک مسلمان سمجھا جائے گا جب تک وہ زبان سے کلمہ پڑھ رہا ہے۔ اگر وہ زبان سے اسلام کے بنیادی اُصول اور معتقدات میں سے کسی کا انکار کر دے تو پھر تکفیر کا مسئلہ آئے گا۔لیکن

جب تک عمل میں منافقت ہے اور زبان پر شہادت موجود ہے تو اسے مسلمان سمجھا جائے گا۔ اسی لیے ان کو مار آستین بھی کہا جاتا ہے۔ یہ منافقین کون ہیں؟ یہ آستین کے سانپ ہیں۔ یہاں یہ بات بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ کسی پر منافق کا لیبل لگا دینا پسندیدہ بات نہیں ہے۔ ہاں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں طرزِ عمل اگر کوئی شخص اختیار کرے تو یہ منافقت کا اظہار ہوگا۔ فلاں کام منافقوں والے ہیں لیکن ایک شخص کو معین طور پر کہہ دینا کہ یہ منافق ہے، اس سے روکا گیا ہے۔ ایک شخص جب تک کلمہ پڑھ رہا ہے، اسے مسلمان کہا جائے گا۔ جب تک کہ وہ ایمانیات میں سے کسی بنیادی رکن کا انکار نہیں کرتا۔ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ کلمہ تو قادیانی بھی پڑھتے ہیں۔ نماز روزے کے بھی قائل ہیں۔ لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ رسالت کو نہیں مانتے۔ ایمان بالرسالت میں کمی کے باعث ان کی تکفیر ہوگی۔ وہ آپؐ کے بعد غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں (معاذ اللہ)۔ قادیانی ختمِ نبوت کا انکار کرکے ہم سب کے نزدیک کافر ہیں، اس لیے کہ ختم نبوت کا انکار صریحاً کفر ہے۔ بہرحال نفاق کے حوالے سے یہ بات بہت اہم ہے کہ ہم کبھی یہ نہ سمجھیں کہ یہ ذکر کسی اور کا ہو رہا ہے، یہ ہماری بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ صحابہ کرامؓ کو اپنے بارے میں اندیشہ رہتا تھا۔ حضرت حنظلہؓ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک دفعہ عجیب کیفیت میں گھر سے نکلے، وہ بآواز بلند کہہ رہے تھے کہ نافق حنظلہ، نافق حنظلہ۔ ''حنظلہ تو منافق ہوگیا''۔ ''حنظلہ تو منافق ہو گیا''۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے راستے میں ملاقات ہوئی۔ انھوں نے پوچھا ایسا کیا مسئلہ ہوگیا، کہنے لگے کہ نفاق یہی تو ہے کہ ظاہراً کچھ ہو، اندر کچھ ہو۔ جب ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، آپؐ کی صحبت سے فیض یاب ہو رہے ہوتے ہیں تو ہماری ایمانی کیفیت کچھ اور ہوتی ہے۔ جب ہم اپنے گھربار میں بیوی بچوں کے ساتھ ہوتے ہیں یا دنیاوی کاموں میں مشغولیت کے وقت ایمانی کیفیت وہ نہیں رہتی۔ یہی تو نفاق ہے۔ حضرت ابوبکرؓ یقینی طور پر اس بات کا جواب دے سکتے تھے لیکن انھوں نے فرمایا کہ یہ کیفیت تو میری بھی ہے، چلو دونوں حضور ﷺ کے پاس چلتے ہیں اور ان سے راہنمائی لیتے ہیں۔ حضرت حنظلہؓ نے جب آپؐ کے سامنے اپنی کیفیت بیان فرمائی تو آنحضورؐ نے تسلی دی کہ ''یہ نفاق نہیں ہے، اگر یہ کیفیت جو میری محفل میں تمہاری ہوتی ہے وہ مستقل اور دائم ہوجائے تو فرشتے تم سے تمہارے بستروں پر مصافحہ کریں۔'' دراصل ایمان کا لیول بڑھتا اور گھٹتا رہتا ہے۔ جب کوئی بزنس میں لگا ہوا ہے، کاروباری زندگی میں ہے تو ظاہر ہے وہ کیفیت نہیں ہوگی۔ یہ نفاق نہیں ہے۔

آیئے اب سورۃ المنافقون کا آغاز کرتے ہیں:

﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ (۱)﴾

''(اے محمدؐ) جب منافق لوگ تمہارے پاس آتے ہیں تو (از راہ نفاق) کہتے ہیں کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ آپ بیشک اللہ کے پیغمبرؐ ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ درحقیقت تم اس کے پیغمبرؐ ہو لیکن اللہ ظاہر کیے دیتا ہے کہ منافق

پریس ریلیز 24 اکتوبر 2014ء

پاکستان کے ممتاز مذہبی سیاسی رہنما جمیعت العلمائے اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن پر خودکش حملہ اور ملک میں دہشت گردی کی نئی لہر انتہائی قابل مذمت ہے

حافظ عاکف سعید

پاکستان خصوصاً بلوچستان میں دہشت گردی کی نئی لہر انتہائی تشویشناک اور قابل مذمت ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ کوئٹہ میں دو روز قبل بس سے آٹھ پنجابیوں کو اتار کر قتل کرنا اگلے روز اتنی ہی تعداد کے ہزارہ برادری کے افراد کا قتل اور پھر پاکستان کے ممتاز مذہبی سیاسی رہنما جمیعت العلمائے اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن پر خودکش حملہ یہ قتل و غارت گری اور درندگی انتہائی قابل مذمت ہے۔ اُنہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ مولانا بفضل تعالیٰ محفوظ رہے اور پاکستان کسی بڑے سانحہ سے محفوظ رہا۔ اُنہوں نے کہا کہ دشمنان اسلام اور پاکستان کی للچائی ہوئی نگاہیں ایک عرصہ سے بلوچستان پر لگی ہوئی ہیں بھارت اور امریکہ کے ایجنٹ افغانستان کے راستے بلوچستان میں تخریب کاروں کو داخل کرتے ہیں جو دہشت گردی سے خونی کھیل کھیلتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ ہماری حکومت اس دہشت گردی کی محض مذمت کر دیتی ہے اور مجرموں کو عبرتناک سزا دینے کی نوید سنا دیتی ہے پھر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتی ہے اور اگلے سانحہ تک خاموشی اختیار کیے رکھتی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمیں یہ مسئلہ پوری قوت کے ساتھ بھارت اور امریکہ کے سامنے اٹھانا چاہیے۔ سابقہ وزیر داخلہ رحمان ملک آن ریکارڈ ہیں کہ اُن کے پاس بھارت کے خلاف دستاویزی ثبوت موجود ہیں کہ وہ براہ راست اس دہشت گردی میں ملوث ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ موجودہ حکومت نے اس حوالہ سے خاموشی کیوں اختیار کر رکھی ہے۔ وہ بھارت سے بار بار مذاکرات کی رٹ تو لگاتی ہے لیکن بھارت یا میڈیا کے سامنے یہ دستاویز نہیں لاتی۔ اُنہوں نے کہا کہ حکمران یکطرفہ طور پر بھارت سے دوستی کا راگ الاپتے رہتے ہیں اور بھارت ہمارے ملک میں مسلسل خون کی ہولی کھیل رہا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ امن اچھی چیز ہے اور اس کا قیام ہمیں بھی مطلوب ہے لیکن یہ کبھی یکطرفہ طور پر قائم نہیں ہوسکتا۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

جھوٹے ہیں۔''

بات بڑی عجیب سی ہے لیکن اس میں بڑی لطیف حقیقت ہے۔ جو بات وہ کہہ رہے ہیں وہ تو امر واقعہ ہے، پھر جھوٹ کیا ہے۔ دراصل وہ آپؐ کو دل سے رسول نہیں مانتے۔ وہ قسمیں کھا کر کہہ رہے ہیں کہ آپؐ اللہ کے نبی ہیں لیکن ان کا طرزِ عمل اور کردار بتا رہا ہے کہ یہ آپؐ کو اللہ کا نبی دل سے نہیں مانتے۔ بات تو سچ کہہ رہے ہیں لیکن حقیقت میں یہ جھوٹے ہیں۔ یہاں سے سورت کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس سورۃ کے زمانۂ نزول کا تعین ایک واقعے کے حوالے سے بہت آسان ہو گیا ہے۔ اس سورۂ مبارکہ میں ایک واقعہ کی طرف تفصیلی اشارہ ہے جب نبی اکرم ﷺ غزوۂ بنی مصطلق سے واپس آ رہے تھے تو منافقین کا سردار عبداللہ ابن اُبی جو حضور ﷺ کے ساتھ جہاد میں گیا تھا، اس نے ایک مسئلہ کھڑا کر دیا تھا۔ اس سارے واقعہ کا ذکر اس سورۂ مبارکہ میں موجود ہے۔ یہ واقعہ شعبان 6 ھ کا ہے۔ لہٰذا معلوم ہو گیا کہ یہ سورۃ شعبان 6ھ میں نازل ہوئی۔ دوسری آیت میں فرمایا:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۲)﴾

''انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور ان کے ذریعے سے (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روک رہے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ جو کام یہ کرتے ہیں بُرے ہیں۔''

دراصل یہ مرض اس وقت شروع ہوتا ہے جب دین کے تقاضے سامنے آتے ہیں۔ انسان کی یہ کمزوری ہے کہ دین کے مطالبات سامنے آ گئے ہیں تو اب ان پر عمل کے لیے تیار نہیں۔ اس میں سب سے بڑا معاملہ جہاد و قتال کا معاملہ ہے۔ اس لیے کہ جان اور مال سب سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ اب ایک طرزِ عمل یہ ہے کہ انسان کہے کہ میں اپنی اصلاح کر لوں گا۔ ہاں مجھ سے کوتاہی ہوئی، غلطی ہوئی ہے، تب آپ حقیقی ایمان کے دائرے میں شامل ہیں۔ جب ڈھٹائی شروع ہو جاتی ہے اور اپنی ان کوتاہیوں اور کمزوریوں پر پردہ ڈالنے کے لیے انسان جھوٹ بولنا شروع کر دیتا ہے۔ فلاں مجبوری ہے میں نہیں جا سکتا۔ میری یہ مجبوری ہے اس وقت میں خرچ نہیں کر سکتا۔ میں دین کے اس تقاضے کو اس وقت پورا نہیں کر سکتا۔ یہاں سے اب یہ مرض باقاعدہ شروع ہو گیا۔ اس کے اندر ایک Dimention اس وقت آگے بڑھتی ہے جب انسان دیکھتا ہے کہ میں نے کئی بار بہانے کیے اور خود کو بچا لیا۔ آنحضور ﷺ کو خوب پتا ہوتا تھا کہ یہ شخص سچ بول رہا ہے یا جھوٹ بول رہا ہے۔ لیکن جس نے بھی آ کر کوئی عذر پیش کیا، آپؐ نے تسلیم کر لیا کہ ٹھیک ہے تمہیں اجازت ہے۔ وہ بڑے خوشی خوشی جاتے تھے کہ دیکھو ہمیں حضور اکرم ﷺ کی اجازت حاصل ہے۔ اب ہمارے پاس ایک سند ہے کہ ہم آپؐ کی اجازت سے بیٹھے ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد انہیں احساس ہو جاتا تھا کہ بار بار کی معذرت سے اب ہماری زبان کا اعتبار اُٹھ گیا ہے۔ اب اپنی بات میں زور پیدا کرنے کے لیے وہ قسموں کا اضافہ کرنے لگے۔ قسم ہے اللہ کی کہ میرے ساتھ یہ معاملہ ہے، میری یہ مجبوری ہے۔ اب کوئی شخص قسم کھا لیتا ہے تو سامنے والے کی مروت کے خلاف ہے کہ وہ کہے تم جھوٹ بولتے ہو۔ اچھا قسم کھا لی تو بات ختم ہے۔ آنحضور ﷺ تو بغیر قسم کھائے بھی کوئی جھوٹا بہانہ کرتا تھا تو مان لیتے تھے، لیکن دوسرے مسلمان کہتے تھے کہ تم تو جھوٹے بہانے بنا رہے ہو۔ اس پر انہوں نے قسموں کا اضافہ شروع کر دیا تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ بہانہ کر رہے ہیں۔ لوگ دل میں سمجھ رہے ہیں کہ یہ غلط بیانی کر رہا ہے۔ لیکن شرافت اور متانت کا تقاضا یہ ہے کہ اگر اس نے قسم اُٹھالی ہے تو اب اُسے اس کے منہ پر جھوٹا نہ کہو۔ اس کے بعد منافقت کی اگلی سٹیج بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب وہ دیکھتے ہیں کہ دوسرے مسلمان تو اللہ و رسول کی کال پر بھاگے جا رہے ہیں اور یہ ہمیشہ بہانے بنا کر اور قسمیں کھا کر پیچھے رُک جاتے ہیں، تو اب انہیں ایسے مسلمان بُرے لگنے لگتے ہیں کہ یہ آگے بڑھ کر لبیک کہتے ہیں اور جان و مال کی قربانی کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں، جس کی وجہ سے ہمارا پیچھے بیٹھ رہنا زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے۔ اس سے ہماری پوزیشن زیادہ خراب ہو جاتی ہے۔ لہٰذا سچے اہل ایمان کے خلاف ان کے دلوں میں بُغض پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اب وہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ دیوانے ہیں، یہ عقل کے دشمن ہیں۔ ان کو نہ اپنی پرواہ ہے، نہ اپنے گھر والوں اور اولاد کی پرواہ ہے، نہ اپنے مستقبل کی پرواہ ہے۔ اب ان کا نفاق سچے مسلمانوں کے خلاف نفرت کی صورت میں ان کے دل میں پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ان کے نفاق کی فائنل سٹیج آ جاتی ہے، اب وہ اسلام کے دشمنوں سے ساز باز شروع کر دیتے ہیں۔ یہ ہے اصل میں کلائمکس۔ یہ وہ مرحلہ ہے جس پر کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر کر دیتا ہے۔ یعنی اب ان کے لیے واپسی کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ لہٰذا تیسری آیت میں فرمایا:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ (۳)﴾

''یہ اس لئے کہ یہ (پہلے تو) ایمان لائے پھر کافر ہو گئے تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی سو اب یہ سمجھتے ہی نہیں۔''

جب دل پر مہر کر دی جائے تو اب کوئی نصیحت اثر کر ہی نہیں سکتی۔ گویا دنیا میں یہ بہت بڑا عذاب ہے کہ کسی کی توفیق سلب ہو جائے۔ آنحضور ﷺ کی نصیحت کا بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اب بات نصیحت ہی کی نہیں بلکہ کہہ دیا گیا کہ آپؐ کی دعا بھی ان کے لیے فائدہ مند نہیں ہوگی۔ یہ ہے جس انجام بد تک وہ پہنچے ہیں۔ یہاں ایک بات نوٹ کیجیے کہ عام طور پر ہم سمجھتے ہیں کہ منافق وہ ہے جو پہلے دن سے ہی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر جھوٹ موٹ کا اسلام قبول کرے، یعنی وہ سازش کے تحت اسلام میں داخل ہوا ہو۔ عام طور پر ہم اسی نوع کے منافقین کو جانتے ہیں۔ اگرچہ دورِ نبویؐ میں ایسے لوگ بھی تھے جو پہلے دن سے بھیس بدل کر اسلام لائے تھے، لیکن وہ تعداد میں بہت کم تھے۔ قرآن مجید نے ان کا بھی پول کھول دیا تھا۔ سورۂ آل عمران میں اس کا ذکر ہے۔ وہاں صاف کہا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو صبح کے وقت ایمان لاتے ہیں اور شام کو مرتد ہو جاتے ہیں۔ خاص طور پر یہ سازش یہود نے کی تھی۔ یہودیوں نے جب دیکھا کہ اسلام کی ساکھ بڑھ رہی ہے اور مسلمانوں کی یہ شہرت کسی مسلمان کو تشدد کرتے ہوئے اس کا قیمہ کر دیا گیا تب بھی وہ اسلام کو نہیں چھوڑتا۔ یہ بات اسلام کے حوالے سے مثبت بات تھی لیکن یہودی اسے اپنے لیے چیلنج سمجھتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے یہ سازش کی۔

﴿وَقَالَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (۷۲)﴾ (آل عمران)

''اور اہل کتاب ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ جو (کتاب) مومنوں پر نازل ہوئی ہے اس پر دن کے شروع میں تو ایمان لے آیا کرو اور اس کے آخر میں انکار کر دیا کرو تاکہ وہ (اسلام سے) برگشتہ ہو جائیں۔''

کچھ لوگ اسلام قبول کرتے اور پھر اچانک اعلان کرتے اور اسلام چھوڑ کر واپس کفر میں چلے جاتے

کہ ہم انکار کرتے ہیں اس مذہب کا۔ ہم تو آئے تھے کہ یہ تو بڑا اعلیٰ دین ہے۔ لیکن ہم نے دیکھ لیا، ہم تو مایوس ہو کر واپس لوٹ آئے ہیں۔ یہ ایک سازش تھی تاکہ دوسرے لوگ اسلام کو چھوڑ کر اپنے سابقہ مذہب میں واپس لوٹ آئیں۔ اس سے آگے یہود کا ایک اور طرزِ عمل بتایا گیا۔

﴿وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ط﴾

(آلِ عمران:73)

''اور اپنے دین کے پیرو کے سوا کسی اور کے قائل نہ ہونا۔''

یہود ساتھ ہی تاکید کر دیتے تھے کہ سچ مچ کا ایمان نہ لے آنا، یہ جو اپنا دین ہے اس پر ڈٹے رہنا۔ تاہم یہ ایک طبقہ تھا جو بہت مختصر تھا۔ ان لوگوں کو ایمان ایک منٹ کے لیے بھی نصیب ہی نہیں ہوا۔ سورۃ المائدہ میں ایسے لوگوں کے لیے ہی فرمایا:

﴿وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ط وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ (٦١)﴾ (المائدہ)

''اور جب یہ لوگ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے حالانکہ کفر لے کر آتے ہیں اور اسی کو لے کر جاتے ہیں اور جن باتوں کو یہ مخفی رکھتے ہیں اللہ ان کو خوب جانتا ہے۔''

یہاں جن لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام کی حقانیت کو دیکھتے ہوئے، حضورؐ کی سیرت و کردار کو دیکھ کر اسلام لائے تھے۔ قرآن کی عظمت کے آگے انہوں نے سر جھکایا تھا۔ لیکن اس کے بعد اب تقاضا یہ تھا کہ ہر معاملے میں اللہ و رسول کا حکم مانو۔

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾

(الانفال:1)

''اور اگر ایمان رکھتے ہو تو اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم پر چلو۔''

اگر واقعی اللہ کو رب اور محمد ﷺ کو رسول مانا ہے تو ہر معاملے میں ان کی اطاعت کرو ورنہ تمہارا یہ ایمان لانا بے معنی ہے۔ رب مان لیا تو ہر معاملے میں بات بھی ماننی ہے۔ چنانچہ جب یہ مطالبہ سامنے آتا اور آگے مشکلات آتی تھیں، مشکل مراحل سامنے آ رہے ہیں تو اب قدم پیچھے ہٹنے لگے۔ زبان سے کلمہ کا ورد جاری ہے۔ اندر سے پسپائی ہو رہی ہے۔ اس اندر والی پسپائی کو یہاں کہا گیا ﴿ثُمَّ كَفَرُوْا﴾ کہ ایمان لائے تھے لیکن اندر ہی اندر انہوں نے واپس کفر کی طرف پسپائی اختیار کرنا شروع کر دی۔ یہی مضمون سورۃ نساء میں بھی آیا ہے ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا﴾ اس لیے کہ وہ ایمان تو لائے تھے لیکن انہوں نے پھر پسپائی اختیار کی۔ ﴿ثُمَّ اٰمَنُوْا﴾ پھر ایمان لائے۔ یعنی دوستوں نے سمجھایا، خود ضمیر نے ملامت کی کہ یہ دین کا تقاضا ہے، یہ اللہ کا فرمان ہے اور میں پیچھے ہٹ رہا ہوں تو پھر دوسروں کی ہمت بندھانے سے آگے بڑھے کہ چلو چلتے ہیں اسی دین کے راستے پر۔ لیکن پھر آگے کوئی رکاوٹ آ گئی۔ کوئی سخت آزمائش آ گئی تو پھر قدم ٹھٹھک کے رُک گئے۔ یہ پراسس اندر چلتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اب وہ طے کر لیتے ہیں کہ اب ہم نے واپس جانا ہی نہیں ہے اور اسی منافقت اور اسلام دشمنی کے رستے پر وہ آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اس آیت کو پڑھتے ہوئے مجھے وہ کیفیت یاد آتی ہے کہ اگر کوئی شخص سمندر میں ڈوب رہا ہو تو ایک دفعہ ابھرے گا پھر نیچے جائے گا پھر ابھرے گا اور پھر تیسری، چوتھی مرتبہ وہ غرق ہو جائے گا۔ یہی معاملہ نفاق کا ہے۔ اللہ ہم سب کو اس مرض سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

اسلامی سال مبارک ہو!

ابوعبداللہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب تک 1435 سال ہجرت کے مکمل ہوئے اور اب نیا اسلامی سال 1436ھ یکم محرم الحرام سے شروع ہو رہا ہے۔ آج کے اس جدید دور کے جدید آلات، ترقی، بہتر سے بہتر زندگی نے انسان کو اس قدر مصروف کر دیا ہے کہ اسے اپنے گرد و پیش کے حالات و واقعات پر نظر رکھنے اور سنجیدگی سے عبرت حاصل کرنے کے لئے فرصت و وقت میسر نہیں۔ افسوس ہے کہ ہم مغربی تہذیب و تمدن سے اس قدر مرعوب و متاثر ہیں کہ انگریزی مہینوں کے نام، ہفتوں کے دن، بڑوں سے لے کر بچوں تک کو یاد ہیں۔ دفتری کاموں کے لئے، مقدمات کی پیروی کے لئے انگریزی مہینوں کی تاریخیں ہمیں خود بخود یاد ہوتی ہیں۔ انگریزوں کا کوئی خاص دن ہو تو ان کی غیر اسلامی تقریب میں خود کو کسی نہ کسی طرح شامل کرنے کے لئے ہم اور خصوصاً ہماری نوجوان نسل بے تاب نظر آتی ہے۔ لیکن بہت سے لوگوں کو اسلامی تاریخوں اور سن کا پتہ ہی نہیں ہوتا، حالانکہ مذہب اسلام میں اسلامی تاریخوں کی بہت اہمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شریعت اسلامی کے بہت سے احکام اسلامی تاریخوں پر رکھے ہیں لیکن ہم مسلمان ہو کر بھی اسلامی تاریخوں کو یاد رکھنا تو دور کی بات ہے، کبھی ان تاریخوں کا تذکرہ تک بھی نہیں کرتے۔

اس لئے علماء و فقہاء لکھتے ہیں کہ اسلامی تاریخوں کا یاد رکھنا ''فرض کفایہ'' ہے اگر ایک علاقہ کے سب لوگوں کو اسلامی تاریخ یاد نہیں ہوگی (جیسا کہ آج کل ایسے بہت سے علاقے ہیں) تو علاقہ والے سب لوگ ''فرضِ کفایہ'' چھوڑنے کے گناہ گار ہوں گے۔ (معارف القرآن)

اس ساری گفتگو کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیں اپنی شادی بیاہ، خوشی غمی، سفر کی تاریخ، کاروبار شروع کرنے کی تاریخ، معاملات، معاشرت غرض کہ تمام قسم کے پروگراموں میں اسلامی تاریخوں کا بھی اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ اس کی برکت سے ہمارے پروگراموں میں نورانیت آئے گی اور بچوں میں اسلامی تاریخ کا جذبہ اجاگر ہوگا۔

اسلامی سال کا پیغام

اسلامی سنہ ہجری کا آغاز محرم الحرام سے اور اختتام ذوالحجہ پر ہے۔ محرم الحرام کے مہینے میں مرادِ نبی ﷺ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور نبی کریم ﷺ کے لختِ جگر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ اور ذوالحجہ وہ مہینہ ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند کی قربانی پیش کی۔ خلاصہ یہ ہے کہ سنہ ہجری کی ابتدا اور انتہا سے جو سب سے بڑا سبق ہمیں مل رہا ہے، وہ جہاد فی سبیل اللہ اور قربانی کا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ اگر ہم دین کے لئے جدوجہد کریں اور قربانی کی اصل روح اپنے اندر اتار لیں تو اللہ کی رضا حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے جو دنیا اور آخرت میں ہماری کامیابی و کامرانی کی واحد ضمانت ہے۔

اپنی خودی پہچان......اے غافل پاکستان

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

مشیر خارجہ سرتاج عزیز نے سفیروں کے آگے بھارت کا رونا رویا ہے۔ بھارت نے بلا اشتعال فائرنگ کو معمول بنالیا ہے۔ حالانکہ یہی معمول امریکی ڈرونز کا بھی ہے لیکن اسی اثناء پے در پے پانچ ڈرون حملوں پر کوئی شکوہ نہیں! اس معمول پر اعتراض نہیں تو بھارت کو بھی جانے دیجیے۔ وزیروں مشیروں کا کیا بگڑتا ہے! اسی پر بس نہیں بلکہ 5 نیٹو ہیلی کاپٹر بشمول گن شپ، خیبر ایجنسی میں آ گھسے۔ سکون سے بلا روک ٹوک مٹرگشت کرتے رہے۔ دس منٹ کا چکر لگا کر واپس چلے گئے۔ سکوپ ٹسٹ کر رہے ہوں گے کہ ڈرونز کے علاوہ کون کون سے امریکی رنیٹو ہلاکت خیز پرندے ہماری فضاؤں میں اڑان بھر سکتے ہیں۔ ادھر پارلیمنٹ میں جب سے اب تک امریکی جہازوں کا پاکستانی فضائی حدود کا بالکل مفت استعمال، سول ایوی ایشن اتھارٹی کو ایک پیسہ دیے بغیر پر سوال اٹھایا گیا تو وزیر موصوف یہ بتانے سے قاصر تھے کہ اس کی کس نے اجازت دی اور کیا کابینہ نے منظوری دی! سو...... جو آئے، آئے کہ ہم دل (سرحدیں) کشادہ رکھتے ہیں! اس دریا دلی کا فائدہ اٹھا کر ایرانی فوج جنوبی سرحد پر ٹوٹ پڑی۔ گولہ باری، ایک جاں بحق 6 زخمی، دیہاتیوں پر تشدد۔ ہم بھارت ایران کے مقابل صبر و تحمل قبائلی مسلمانوں پر سراپا غضب! مغربی سرحد تو صلائے عام ہے یاران بمباری کناں کے لیے! مشرقی سرحد کا دفاع تو ہمارے ایجنڈے پر تھا ہی نہیں۔ فوج اندرون ملک بے انتہا مصروف ہے۔ مغرب میں مغربی سپر طاقتوں کے تحفظ پر مجبور کھڑی ہے۔ دھرنوں کے تحفظ کی ذمہ داری بھی ہے اور اب محرم الحرام کی آمد ہے۔ جلوسوں کی حفاظت مقدم ہے۔ پچھلے سال راولپنڈی میں مسجد جس طرح روندی گئی۔ لاشوں اور خون سے پٹی پڑی تھی۔ اس مرتبہ بھی اس راستے سے ہی جلوس کا گزرنا اہم ترین اور ناگزیر ترین ترجیح ہے۔ لہٰذا فوج متعین کر کے ہی یہ ممکن ہوگا۔ بھارت کے خلاف دفاع محرم کے بعد ہی سوچا جاسکتا ہے پہلے نہیں۔

دھرنا نہ اگلے بن پڑ رہا ہے نہ نگلے۔ دھرنا داروں نے کابینہ ڈویژن کے راستے میں چوکی قائم کر رکھی تھی۔ سرکاری ملازمین بھی دھرنے کی رٹ کے آگے مجبوراً نہیں تلاشیاں دے کر گزرتے تھے۔ اب 5 دن کے مذاکرات کے بعد ریاست کے اندر دھرنا ریاست کی عملداری ختم ہوئی۔ منت سماجت کے بعد رٹ حکومت کو بالآخر واپس مل گئی۔ چوکی اسلام آباد پولیس نے سنبھال لی......! کامیاب مذاکرات! یہ وزیرستان تو تھا نہیں کہ مذاکرات دم توڑ جاتے اور آپریشن کر دیا جاتا۔ کینیڈا کی نمائندہ جماعت ہے کوئی مذاق تو نہیں! اب تو ہمارے ہاں جماعتیں نام عوامی قسم کے رکھ کر (عوام سے فرنچائز لے کر) عالمی طاقتوں کی نمائندہ ہوا کرتی ہیں۔ برطانیہ کی نمائندہ جماعت بھی موجود ہے۔ امریکہ کی آشیر بادی جماعتیں بھی ہیں۔ حتیٰ کہ اب تو مشرق وسطیٰ، خلیجی ممالک کے شیئرز (حصص) بھی جماعتوں میں موجود ہیں۔ ایران کا اثر و رسوخ محرم الحرام میں نظر آجائے گا۔ ہم بین الاقوامی ہو چکے ہیں۔ اسی لیے تو عمران خان نے ملتان جلسے میں جاں بحق افراد کے لواحقین کو بیرون ملک ملازمتیں دلوانے کا وعدہ کیا ہے۔ بین الاقوامیت کو چار چاند ملالہ نے لگا دیے! مغرب کی ڈارلنگ ملالہ جو بی بی سی، سی آئی اے کی نرسری میں پلی۔ 11 سال کی عمر سے اسے تربیت دی گئی۔ چند تصاویر دیکھ لیجیے۔ وجہِ انعام واضح ہوگی۔ ایک تصویر جس میں گوروں کے علاوہ سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین (جو شاتمِ رسول ہونے کی بنا پر مغرب کی آنکھ کے تارے ہیں) کے شانہ بشانہ ملالہ کھڑی ہے۔ ایک اور تصویر جس میں نیویارک ٹائمز کا رپورٹر جو سوات میں ملالہ کے باپ کا مہمان رہا، پختون حلیے میں سوات میں ساتھ کھڑا ہے۔ سوات آپریشن (امریکی فرمائش پر امریکہ کے تحفظ کے لیے) کے دوران سی آئی اے اہلکار مختلف حوالوں سے ان علاقوں میں موجود رہے۔ صحافی کا کور بھی استعمال ہوا۔ گورڈن براؤن ملالہ کو برطانیہ یورپ میں لیے لیے پھرتا رہا۔ عافیہ کے حق میں انصاف کی دھجیاں بکھیرنے والا مغرب ملالہ پر مہربان کیوں؟ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے والے ہاتھوں سے ملنے والے سارے انعامات اسلام دشمنی سے منتج ہیں۔ نوبل انعام یافتگان کی فہرست دیکھ لیجیے۔ انعام یافتگان کی صف میں صدر اوباما امن عالم کے چیمپئن قرار پائے۔ افغانستان، عرب بہار ممالک پر مسلط کردہ خزاں اسرائیل کی غزہ پر درندگی، شام میں بشار الاسد کو کھلی چھٹی اور اب 60 ممالک کی یلغار کی تیاری یہ سب اوباما پالیسیوں کے مرہون منت ہے۔ قبل ازیں سابق اسرائیلی وزیراعظم مناہم بیگن بھی اس صف میں موجود ہیں۔ مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے (Pieces) کرنے پر (Peace) امن انعام ملا کرتا ہے۔

ملالہ کے انعام میں شریک کیلاش ستیارتھی کے کارنامے ملاحظہ ہوں۔ یہ حضرت بھارت میں سنگھ پریوار (ہندو مسلم کش جنونی تنظیم) کی پشت پناہی سے چائلڈ لیبر کے خلاف مہم کی آڑ میں مسلمانوں کی یوپی میں صنعت و تجارت پر حملہ آور ہوئے۔ یہ علاقے روایتی طور پر برس ہا برس سے قالین بافی، ہینڈ لومز، براس اور ہیرے کی صنعت میں مسلمانوں کی معاشی خوشحالی کا ایک جزیرہ تھے۔ ان صنعتوں پر روایتاً مسلمانوں کی اجارہ داری تھی۔ مسلمان بچے اپنی روایتی مہارت اور ہنرکاری سے ان صنعتوں کا اثاثہ تھے۔ چائلڈ لیبر کی آڑ میں مسلمانوں کی بدحالی اور صنعت کا ان کے ہاتھوں سے منظم سازش کے تحت چھن جانے کا ہیرو کیلاش تھا! ملالہ کی تصاویر جن با اثر نوعمر لڑکیوں/لڑکوں کے جھرمٹ میں پاکستان کی عزت کو چار چاند لگا رہی ہیں وہ بھی دیکھ لیجیے! (ہمارا سیکولر، مغرب نواز، مغرب پرست طبقہ پھولے نہیں سما رہا!) تصاویر، حلیے، کارنامے ملاحظہ ہوں! پاپ سنگر، اداکار، موسیقار، کھلاڑی نمائش پر رکھی لڑکیوں کے جھرمٹ میں۔ انہی میں ایک 14 سالہ جینز جینگز...... جو ٹرانس جینڈر (اردو لغت اسے کماحقہ نام دینے سے قاصر/شرماتی ہے) ایکٹوسٹ ہے۔ یعنی وہ جو اپنی پیدائشی جنس (Gender) سے بغاوت کرتے، فطرت سے بہ جنگ آمد ہیں۔ (بقیہ صفحہ 17 پر)

ہمارا حاکم صرف ایک : اللہ تعالیٰ

فریداللہ مروت

حاکم سے مراد وہ حاکم ہے جس کی حکومت ازلی و ابدی ہو، جس کی اطاعت غیر محدود و غیر مشروط ہو، جو قانون ساز ہو، جس کا قانون کامل اور غیر متبدل ہو، اطاعت کرانا جس کا حق ہو۔

اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا، جیسا کہ ارشادِ گرامی ہے:

''میں نے جن وانس کو صرف اِس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔'' (الذّٰریٰت 56)

یہاں عبادت سے نماز، روزہ، ذکر یا وظیفہ مراد لیا جائے تو بڑی مشکل پیش آئے گی اس لیے کہ پھر پوری زندگی میں ان اعمال کے علاوہ دوسرے اعمال کا کرنا مقصدِ تخلیق کے منافی ہوگا، نہ کاروبار رہے گا، نہ کھانا پینا اور نہ شادی بیاہ نتیجہ یہ نکلے گا کہ نسلِ انسانی ختم ہوجائے گی، نہ زندگی ہوگی نہ عبادت۔ مقصدِ تخلیق پورا نہیں ہوگا۔

نماز، روزہ وغیرہ عبادت تو ضرور ہیں لیکن ہر حالت میں نہیں۔ مثلاً

مغرب کی تین رکعت کے بجائے اگر کوئی شخص چار رکعت پڑھے تو وہ لغوی اعتبار سے تو عابد ہوگا لیکن شرعی اعتبار سے وہ اللہ تعالیٰ کا باغی قرار پائے گا۔ اس کی نماز عبادت نہیں رہے گی بلکہ بغاوت شمار ہوگی، مقصدِ تخلیق فوت ہوجائے گا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص نمازِ فجر کے بعد طلوعِ آفتاب سے پہلے نوافل پڑھتا ہے تو وہ عابد تو ضرور ہوگا لیکن شرعاً وہ اللہ تعالیٰ کا باغی کہلائے گا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص عید کے دن روزہ رکھے تو اُس کا وہ روزہ عبادت نہیں ہوگا۔ اُس روزہ کو ثواب یا عبادت سمجھنے والا نہ صرف گناہ گار ہوگا بلکہ کافر ہوجائے گا۔

اس قسم کی سینکڑوں مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ غور کیجئے آخر یہ عبادتیں بغاوت کیوں شمار ہو رہی ہیں، اگر آپ ذرا بھی غور کریں گے تو اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ کیونکہ یہ عبادتیں اللہ تعالیٰ کے احکام اور اُس کے مقررہ حدود کے اندر رہ کر نہیں کی جارہی ہیں اِس لیے عبادتیں نہیں رہیں۔ ان عبادتوں میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی ہوتی ہے اُس کی اطاعت سے انحراف ہوتا ہے لہٰذا اُنہیں شرعاً عبادت نہیں کہا جاسکتا۔

مندرجہ بالا وضاحت سے یہ نتیجہ نکلا کہ عبادت دراصل اطاعت کا نام ہے۔ مندرجہ ذیل آیات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''شیطان کی عبادت نہ کرو۔'' (یٰس:60)

غور فرمائیے، کیا کوئی شخص شیطان کو سجدہ کرتا ہے، اس کے نام پر قربانی کرتا ہے، اس کے نام کا وظیفہ پڑھتا ہے، اُس کے نام پر خیرات کرتا ہے؟ ہرگز نہیں، تو پھر آخر شیطان کی عبادت سے کیا مراد ہے۔ ظاہر ہے کہ شیطان کی عبادت سے شیطان کی اطاعت مراد ہے۔ شیطان کی اطاعت کر کے ہی لوگ کفر و شرک، فسق و فجور، عصیان و طغیان میں مبتلا ہوتے ہیں اور صراطِ مستقیم سے بھٹک جاتے ہیں، اسی لیے اس کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''میری عبادت کرو یہی صراطِ مستقیم ہے۔'' (یٰس:61)

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کی عبادت کے مقابلہ میں اپنی عبادت کا ذکر فرمایا، کیونکہ شیطان کی عبادت شیطان کی اطاعت ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی عبادت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

مندرجہ بالا آیات و مباحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی اطاعت کے لیے پیدا کیا ہے، لہٰذا اطاعت صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔ جب تک اُس کی اجازت نہ ہو کسی دوسرے کی اطاعت نہیں کی جاسکتی، اگر اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کی اطاعت کی جائے تو یہ شرک فی الاطاعت یعنی شرک فی العبادت ہوگا اور اس شرک سے بڑا اور کون سا شرک ہوگا کہ جس شرک سے مقصدِ حیات ہی تہ و بالا ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''تمہارا حاکم صرف ایک ہے لہٰذا صرف اسی کی اطاعت کرو۔'' (الحج:34)

اسی اطاعت کا دوسرا نام اسلام ہے، اسلام کے معنیٰ ہیں ''اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری'' لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے وہ مسلم ہے، جو اطاعتِ الٰہی سے منہ موڑتا ہے وہ غیر مسلم ہے۔ اُس نے مقصدِ حیات کو پسِ پشت ڈال دیا، وہ باغی ہے کہ اپنے خالق کے آگے سر تسلیم خم نہیں کرتا۔

اسلام ہی وہ ضابطۂ حیات ہے جس کے مطابق ہر شخص کو اپنی زندگی گزارنی چاہیے۔ اگر زندگی کے تمام کاروبار میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت جلوہ گر ہو تو وہ تمام کاروبار عبادت ہوگا۔ نماز اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ادا کی گئی تو نماز عبادت ہے۔ روزہ اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق رکھا گیا تو روزہ عبادت ہے۔ تجارت اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کی گئی تو وہ تجارت عبادت ہے۔ اسی طرح زندگی کے تمام کام چلنا پھرنا، سونا جاگنا، اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، شادی بیاہ، لین دین، طلاق وعتاق، جنگ و جدال، بغض و عناد، محبت و مواسات وغیرہ اگر اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے احکام کے مطابق کئے جارہے ہیں تو وہ سب عبادت ہیں۔ اس طرح تمام زندگی عبادت بن جائے گی اور مقصدِ تخلیق پورا ہوجائے گا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''تم جو خرچ بھی اللہ کو خوش کرنے کے لیے کرو گے اُس پر تمہیں ضرور ثواب دیا جائے گا یہاں تک کہ اُس لقمہ پر بھی تمہیں ثواب دیا جائے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں دو گے۔'' (صحیح بخاری کتاب الایمان)

اللہ تعالیٰ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کے قانون پر عمل کرنے سے ہوتی ہے، اس قانون کا بنانے والا خود اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ اس کا ارشادِ گرامی ہے:

''اللہ نے تمہارے لیے دینی قوانین بنائے۔'' (شوریٰ:13)

قانون سازی میں کوئی اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں، یہ قانون خالص اللہ تعالیٰ کا ہے، جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے:

''خبردار ہو جاؤ، دین خالص اللہ کے لیے ہے۔'' (الزمر:3)

لہٰذا اس دین میں کسی کی شرکت نہیں، کسی دوسرے کو قانون ساز سمجھنا، اُس کے بنائے ہوئے ضابطوں کو دین میں شامل کرنا، اُس کے اجتہاد، قیاس اور فتوے کو دینی درجہ دینا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''کیا انہوں نے (اللہ کے) شریک بنا رکھے ہیں جو ان کے لیے دینی قوانین بناتے رہتے ہیں حالانکہ اللہ نے اس کی اجازت نہیں دی۔'' (شوریٰ:21)

(اس لئے کہ)

''اللہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔''

(کہف:26)

اللہ تعالیٰ بلاشرکتِ غیرے اکیلا حاکم ہے، اس کے احکام میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''حکم کسی کا نہ مانا جائے سوائے اللہ کے، اللہ نے حکم دے دیا ہے کہ عبادت (یعنی اطاعت) کسی کی نہ کی جائے سوائے اُس کے۔'' (یوسف:40)

حلال وحرام کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، اللہ جل جلالہ فرماتا ہے:

''اپنی زبانوں سے یونہی نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے (کہ بغیر اس کے حکم کے تم خود حلال وحرام کا فیصلہ کرکے اُسے اللہ کی طرف منسوب کردو) (نحل:116)

الغرض علماء کے فتووں سے نہ کوئی چیز حلال ہوسکتی ہے اور نہ کوئی چیز حرام ہوسکتی ہے۔ حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ حلال کہے، حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ حرام کہے۔ علماء بھی اللہ تعالیٰ کے فیصلوں اور شریعت محمدی کے پابند ہوتے ہوئے فتویٰ دے سکتے ہیں اس طرح قاضی کے فیصلہ سے بھی نہ کوئی چیز حلال ہوسکتی ہے اور نہ کوئی چیز حرام ہوسکتی ہے۔ قاضی کا فیصلہ، فیصلہ تو ہوسکتا ہے، قانون نہیں بن سکتا۔ اگر وہ فیصلہ صحیح ہے تو فبہا اگر صحیح نہیں تو مسترد کردیا جائے گا۔ اگر وہ غلطی سے نافذ ہوبھی گیا تو اس کا نفاذ عارضی ہوگا وہ قاضی خود بھی اسی قسم کے دوسرے مقدمہ میں اپنے گزشتہ فیصلہ کے خلاف فیصلہ کرسکتا ہے۔ دوسرا قاضی بھی اس کے فیصلہ کے خلاف فیصلہ کرسکتا ہے۔ قاضی کے فیصلہ کو ابدی قانون کی حیثیت حاصل نہیں ہوگی، ابدی قانون صرف اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ قانون ہے، جو اس قانون کے مطابق فیصلہ کرتا ہے وہ مسلم ہے، جو اس کے خلاف فیصلہ کرتا ہے وہ مسلم نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے، ایسے لوگ کافر ہیں۔'' (مائدہ:44)

صرف اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قوانین کی پیروی کرنی چاہیے یہی اصل توحید ہے، دوسری چیزوں کی پیروی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اُس قانون کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اور اس کے علاوہ کسی ولی کی پیروی نہ کرو۔'' (اعراف:3)

اللہ تعالیٰ کا قانون ہی ہر معاملہ میں آخری سند ہے، کسی دوسرے کے فتوے یا رائے کو آخری سند قرار دینا شرک ہے۔ اہل کتاب بھی اہلِ اسلام کے اس عقیدہ سے متفق تھے، اس اشتراکِ عقیدہ کی بنیاد پر ہی اللہ تعالیٰ نے انہیں دعوت اسلام دیتے ہوئے فرمایا:

''اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے (ہم بھی مانتے ہیں اور تم بھی مانتے ہو) وہ یہ کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں اور نہ آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب بنائیں۔''

(آل عمران:64)

اِس اشتراک فی العقیدہ کے باوجود وہ عملاً شرک میں مبتلا تھے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو اپنا رب نہ بنانے کے عقیدہ کے باوجود وہ اپنے علماء اور مشائخ کو اپنا رب بنائے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ کو اللہ کے علاوہ اپنا رب بنا رکھا ہے اور عیسیٰؑ ابن مریم کو بھی، حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ ایک الٰہ کی عبادت کریں (یعنی ایک حاکم کی اطاعت کریں) حاکم کوئی نہیں سوائے اللہ کے (لیکن وہ اس توحید پر قائم نہیں رہے، انہوں نے علماء اور مشائخ کو حاکم بنا کر شرک کیا) اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔'' (توبہ:31)

رسول اللہ ﷺ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''اہل کتاب علماء اور مشائخ کی عبادت نہیں کرتے تھے یعنی ایسی عبادت نہیں کرتے تھے جس کو اصطلاح عوام میں عبادت کہا جاتا ہے البتہ ان کے علماء اور مشائخ جب کسی چیز کو حلال کردیتے تو اہل کتاب اسے حلال سمجھتے اور جب علماء ومشائخ کسی چیز کو حرام قرار دیتے تو اہل کتاب اسے حرام سمجھتے (اور اس فعل کو عبادت نہیں سمجھتے تھے حالانکہ) (ترمذی تفسیر سورۃ توبہ) ﴿فَذٰلِكَ عِبَادَتُهُمْ اِيَّاهُمْ﴾ (تفسیر ابن کثیر بحوالہ مسند احمد وابن جریر)

''یہ اُن کی عبادت ہی تھی''

خلاصہ یہ ہوا کہ حاکم صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اطاعت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ انبیا اور رسل کو بھی اللہ کے ترجمان کی حیثیت حاصل ہوتی ہے آخری سند صرف اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، دوسرے کو اطاعت کا مستحق سمجھنا، اُس کی رائے اور فتوے کو آخری سند قرار دینا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ یہ شرک فی العبادت ہے، اسے شرک فی الاطاعت بھی کہہ سکتے ہیں اور شریک فی الحکم اور شرک فی التشریع بھی کہہ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی حاکم حقیقی ہے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت دائمی اور ابدی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت مستقل، غیر مشروط اور لامحدود ہے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت زمان ومکان کے ساتھ مقید نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت سے دنیا وآخرت میں فلاح ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی اصل اطاعت کا مستحق ہے۔ لہٰذا کسی دوسرے کی اطاعت صرف اُس حالت میں ضروری ہے جب اُس کی اطاعت کا حکم اللہ تعالیٰ خود دے دے، اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کی بجا آوری کے لئے اپنے رسولوں کی اطاعت کو فرض قرار دیا۔ لہٰذا رسولوں کی اطاعت بحکم الٰہی فرض ہے۔

☆☆☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ فیصل آباد میں رہائش پذیر آرائیں فیملی کو اپنی باپردہ بیٹی، عمر 19 سال، تعلیم بی اے (آنرز) سائیکالوجی کے لیے دینی فیملی سے برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0412417880/0300-6658237

☆ دو بہنیں، خوبصورت، نیک، صوم وصلوٰۃ کی پابند، دراز قد، عمر 18 سال، تعلیم میٹرک، دوسری عمر 20 سال، تعلیم بی کام پارٹ ا کے لئے برسر روزگار، تعلیم یافتہ لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0313-3664953

0321-2253341

شہادت خلیفہ ثانی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

محمد اقبال شاکر

آپ کا اسم گرامی عمر، کنیت ابوحفص اور لقب فاروق ہے۔ والد کا نام خطاب ہے اور قریش کی شاخ بنوعدی سے تعلق ہے۔ آپ نبوت کے پانچویں یا چھٹے سال 17 سال کی عمر میں اسلام لائے۔ اس وقت چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ آپؓ کی روایات 539 ہے۔

واقعہ شہادت

آپ کی شہادت اسلام کے اُن مصائب میں ہے جن کی تلافی نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔ جس دن سے وہ مسلمان ہوئے دینِ الٰہی کی شوکت وعزت بڑھ گئی اور اپنے عہد خلافت میں وہ کام کیے جن کی نظیر چشم فلک نے نہیں دیکھی اور جس دن دنیا سے رخصت ہوئے مسلمانوں کا اقبال بھی رخصت ہونا شروع ہو گیا۔

آپ ایک روز اپنے معمول کے مطابق بہت سویرے نماز کے لئے تشریف لے گئے اس وقت ایک درہ آپ کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور سونے والوں کو اپنے درہ سے جگاتے تھے۔ مسجد پہنچ کر نمازیوں کی صفیں درست کرنے کا حکم دیتے تھے اس کے بعد نماز شروع فرماتے تھے اور نماز میں بڑی بڑی سورتیں پڑھتے تھے۔ اس روز بھی آپؓ نے ایسا ہی کیا۔ صرف تکبیر تحریمہ کہنے پائے تھے کہ ایک مجوسی کافر ابولولو جو حضرت مغیرہ کا غلام تھا، وہ ایک زہر آلود خنجر لئے ہوئے مسجد کے محراب میں چھپا ہوا بیٹھا تھا۔ اس نے آپؓ کے شکم مبارک میں خنجر کے چھ کاری زخم لگائے۔ آپؓ بے ہوش ہو کر گر گئے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر امامت کی اور مختصر نماز پڑھا کر سلام پھیرا۔ حضرت عمرؓ اس دوران میں زمین پر پڑے رہے۔

قاتل کی خودکشی

ابولولو نے چاہا کہ کسی طرح مسجد سے باہر نکل کر بھاگ جائے مگر نمازیوں کی صفیں مثل دیوار کے حائل تھیں ان سے نکل جانا آسان نہ تھا، لہٰذا اس نے اور صحابہ کو بھی زخمی کرنا شروع کر دیا، تیرہ صحابہ زخمی ہوئے جن میں سات جانبر نہ ہو سکے، اتنے میں نماز ختم ہو گئی۔ ابولولو پکڑ لیا گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ میں گرفتار ہو گیا تو اسی خنجر سے اس نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا۔ اتنا عظیم الشان واقعہ ہوا مگر کسی مسلمان نے نماز نہیں توڑی، نماز پورے اطمینان کے ساتھ ختم کی گئی۔ نماز کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو لوگ اٹھا کر ان کے مکان پر لے گئے تھوڑی دیر کے بعد آپ کو ہوش آیا اور آپ نے فجر کی نماز اسی حالت میں ادا کی۔

سب سے پہلے آپ نے سوال کیا کہ میرا قاتل کون ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، ابولولو مجوسی کافر، یہ سن کر آپ نے تکبیر ایسی بلند آواز سے کہی کہ باہر تک آواز آ گئی اور فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ ان کا قاتل مسلمان نہیں، ایک کافر کے ہاتھ سے مجھے شہادت ہوئی۔

شہادت کا سبب

آپ کا قاتل ابولولو جو کہ چکی بناتا تھا ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یہ شکایت لے کر گیا تھا کہ میرے مالک نے مجھ پر محصول زیادہ باندھا ہے۔ یہ دریافت کرنے کے بعد کہ محصول کتنا ہے آپ نے اس کی بات سن کر فرمایا کہ یہ محصول کام کے لحاظ سے زائد نہیں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک چکی ہمارے لئے بھی بنا دے۔ اس نے کہا بہت اچھا، آپ کے لئے ایسی عمدہ چکی بنا دوں گا کہ تمام دنیا میں اس کی شہرت ہو گی۔ آپ نے فرمایا دیکھو یہ غلام مجھے قتل کی دھمکی دیتا ہے۔ کسی نے کہا امیر المومنین آپ حکم دیں تو ابھی اس کو گرفتار کر لیا جائے۔ آپ نے فرمایا کیا جرم سے پہلے سزا دی جائے۔ اسی وقت ابولولو نے ایک خنجر بنایا اور اس کو زہر میں بجھانا شروع کیا اور اسی فکر میں رہا۔

اہل مدینہ کا طرزِ عمل

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس حادثہ کی خبر نے تمام مدینہ میں کہرام برپا کر دیا۔ تمام مہاجرین و انصار آپ کو گھیرے ہوئے بیٹھے تھے اور کہہ رہے تھے کہ کاش ہماری عمریں آپ کو دے دی جائیں اور آپ ابھی اسلام کی خدمت کے لئے قائم رہیں۔ دوا اور علاج کی بھی کوشش کی گئی مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ معلوم ہوا کہ آپ کے جانبر ہونے کی امید نہیں ہے اس وقت سب کی عجیب حالت تھی سب نے جا کر آپ سے کہا کہ امیر المومنین! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے آپ نے کتاب اللہ کی پیروی کی اور آنحضرت ﷺ کی سنت پر عمل کیا۔

وصیت خلافت

جب حضرت عمرؓ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے کہا، آپ کسی کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیں تو فرمایا، میں ان چھ آدمیوں کی اس جماعت سے زیادہ کسی کو بھی امر خلافت کا حقدار نہیں پاتا ہوں کہ حضور ﷺ کا اس حال میں انتقال ہوا تھا کہ وہ ان چھ سے راضی تھے۔ یہ جسے بھی خلیفہ بنا لیں، وہی میرے بعد خلیفہ ہو گا۔ پھر حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم کے نام لئے۔ اگر خلافت حضرت سعدؓ کو ملے تو وہی اس کے مستحق ہیں ورنہ ان میں سے جسے بھی خلیفہ بنایا جائے، وہ ان سے مدد حاصل کرتا رہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہؓ کے لئے یہ طے کیا کہ یہ چھ حضرات ان سے مشورہ لے سکتے ہیں لیکن ان کا خلافت میں کوئی حصہ نہیں ہو گا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ پر امام نماز بنا دیا اور فرمایا میرے بعد تین دن کے اندر اندر خلیفہ کا انتخاب کر لینا۔

حجرہ میں دفن کی اجازت

حضرت عمرؓ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور میری طرف سے بعد سلام کے عرض کرو۔ کہ عمرؓ بن خطاب کی دلی خواہش یہ ہے کہ میں اپنے صاحبین یعنی حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ

کے ساتھ دفن کیا جاؤں، اگر اس میں آپ کو تکلیف یا نقصان ہو تو پھر جنت البقیع میرے لئے بہتر ہے۔ بیٹے سے کہا کہ عمر بن خطاب کہنا اور اس کے ساتھ امیر المومنین نہ کہنا کیونکہ میں آج امیر المومنین نہیں ہوں۔

مدفن

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ گئے اور ام المومنین حضرت عائشہ ؓ کو پیغام پہنچایا۔ وہ بیٹھی رو رہی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی۔ مگر میں ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں۔ جس وقت یہ خوشخبری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو پہنچائی تو آپ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اللہ کا شکر ہے کہ میری سب سے بڑی خواہش یہ تھی وہ بھی اللہ نے پوری کر دی۔ پھر فرمایا، جب میں مر جاؤں تم میرے جنازے کو اٹھا کر حضرت عائشہ ؓ کے دروازے کے سامنے لے جانا، پھر ان سے دوبارہ اجازت طلب کرنا۔ اور یوں کہنا کہ عمرؓ بن خطاب حجرہ میں دفن ہونے کی اجازت مانگ رہے ہیں اور اگر وہ اجازت دے دیں تو مجھے اندر لے جانا اور اس حجرہ میں دفن کر دینا اور اگر اجازت نہ دیں (ہو سکتا ہے ان کا ارادہ بدل گیا ہو۔) تو مجھے واپس کر کے مسلمانوں کے عام قبرستان میں دفن کر دینا۔ اس کے بعد پھر نزع کی حالت شروع ہوگئی۔ اسی حالت میں ایک جوان آپ کے پاس آیا کہ جس کی چادر (تہبند) ٹخنوں سے نیچے تھی۔ آپؓ نے فرمایا کہ اے بھتیجے چادر ٹخنوں سے اونچی رکھا کرو۔ اس میں کپڑا صاف رہتا ہے اور خدا تعالیٰ کی اطاعت بھی ہے۔

فرمانِ علی رضی اللہ عنہ

جب آپ کا جنازہ نماز کے لئے لایا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے کہ مجھے پہلے سے یہی خیال تھا کہ آپ دونوں (یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) کا مدفن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہو گا، کیونکہ میں سنا کرتا تھا کہ آنحضرت ﷺ ہر بات میں اپنے ذکر کے ساتھ آپ دونوں کا ذکر کیا کرتے تھے اور فرمایا کہ میں خدا سے دعا مانگا کرتا تھا یا اللہ جیسا نامۂ اعمال عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے میرا نامۂ اعمال بھی ایسا ہی ہو۔

شہادت کا دن

27 ذوالحجہ بروز چہار شنبہ کو زخمی ہوئے تھے۔ اور پانچویں دن یکم محرم کو بروز یک شنبہ تریسٹھ سال کی عمر میں شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور خاص روضہ نبوی ﷺ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آپ کی قبر مبارک بنائی گئی۔

عظیم حکمران کے عظیم کارنامے

ویسے خلیفہ دُوم کے بے شمار کارنامے ہیں۔ ان کا بڑا کارنامہ ان کا نظام حکومت ہے۔ بلاشبہ اسلام میں خلافت یا حکومت کی بنیاد تو دورِ صدیقی میں پڑی لیکن نظام حکومت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور سے شروع ہوا۔ حکومت کا کوئی خاص نظام نہ تھا نہ دورِ صدیقی کے مختصر زمانے میں اس کا موقع ملا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جہاں فتوحات کو وسعت دی وہاں حکومت کا نظام بھی قائم کیا اور اس قدر ترقی دی کہ ان کی وفات تک تمام مختلف شعبے وجود میں آ چکے تھے۔

پہلی جمہوری حکومت کے بانی

الغرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی مثال و نمونے کے جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اگر چہ اس کے تمام اصول وفروع مرتب نہ ہو سکے تاہم جو چیزیں جمہوری حکومت کی روح ہیں وہ وجود میں آ گئیں۔

مجلسِ شوریٰ کا قیام

جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو اربابِ شوریٰ کی مجلس منعقد ہوتی اور کوئی کام بھی بغیر مشورہ اور کثرت رائے کے عمل میں نہیں آتا تھا۔

مجلسِ شوریٰ کے افراد

مسلمانوں میں دو قسم کے لوگ تھے۔ (1)...... مہاجرین۔ (2)...... انصار۔ یہ دونوں کل قوم کے پیشوا تھے۔ مجلسِ شوریٰ میں ہر دو قسم کے افراد شریک ہوتے تھے۔

مجلس کے انعقاد کا طریقہ

مجلس کے انعقاد کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے ایک منادی اعلان کرتا تھا "الصلوٰۃ جامعۃ" یعنی سب لوگ نماز کے لئے جمع ہو جائیں جب لوگ جمع ہو جاتے تھے تو حضرت عمرؓ مسجد جا کر دوگانہ نفل پڑھتے نماز کے بعد منبر پر چڑھ کر خطبہ دیتے اور بحث طلب امر پیش کیا جاتا۔ اس مجلس میں خاص وعام مجلسیں ہوتی تھیں۔ اور کئی کئی دن تک مجلس کے جلسے ہوتے رہتے تھے۔

نظم ونسق میں مقدم چیز

اس میں سب سے مقدم یہ ہے کہ انتظام کے تمام مختلف شعبے ایک دوسرے سے ممتاز اور الگ الگ ہوں۔ اور یہی ترقی وتمدن کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

ملک کی تقسیم

دوسری چیز ملک کی تقسیم ہے جن کو صوبہ، ضلع وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، اسلام میں سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے اس کی ابتدا کی اور اس زمانے کے لحاظ سے نہایت موزوں اور تناسب سے اس کے حدود قائم کئے۔

مقرر کردہ صوبے

تمام مؤرخین کے نزدیک انہوں نے ممالک مقبوضہ کو آٹھ صوبوں پر تقسیم کیا۔ 1...... مکہ۔ 2...... مدینہ۔ 3...... شام۔ 4...... جزیرہ۔ 5...... بصرہ۔ 6...... کوفہ۔ 7...... مصر۔ 8...... فلسطین۔ 20ھ میں اس کا انتظام ہوا۔ یہ تمام وہ صوبہ جات تھے جو دورِ فاروقی میں مقرر کئے گئے۔

صوبوں کے ذمہ داران

صوبوں میں عہدوں کی تقسیم یوں تھی۔ والی یعنی حاکم صوبہ۔ کاتب۔ صاحب الخراج یعنی کلکٹر، افسر پولیس، صاحب بیت المال یعنی افسر خزانہ، قاضی، کاتب دیوان وغیرہ۔

جوہر شناسی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ شروع سے ہی جوہر شناس تھے یعنی جس شخص میں جس قسم کی قابلیت ہوتی تھی اس کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے یہی وجہ تھی کہ انہوں نے جس شخص کو جو کام دیا اس کے انجام دینے کے لئے اس سے بڑھ کر آدمی نہیں مل سکتا تھا۔

(تاریخ ابن کثیر، الفاروق)

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی شمالی کے رفیق جناب فقیر حسین رحلت فرما گئے

☆ بہاولپور تنظیم کے رفیق جناب محمد منشاء کی ساس بقضائے الٰہی وفات پا گئیں

☆ تنظیم اسلامی بہاولپور اسرہ لودھراں کے رفیق محمد ناصر کے چچا بقضائے الٰہی وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ قارئین اور رفقاء سے بھی ان کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

ایک اور گالی!

محمد سمیع

مہاجروں کو ایک اور گالی دی گئی ہے۔ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں۔ جب امریکہ کا ایک اٹارنی جنرل پوری پاکستانی قوم کو گالی دے سکتا ہے تو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قومی اسمبلی کا حزب اختلاف مہاجروں کو گالی دے تو اس پر ہمیں حیرت نہیں ہونی چاہیے۔ ہاں البتہ مہاجر درد محسوس کر رہے ہیں تو اس کا جواز ہے کیونکہ امریکہ تو پھر بھی ہمارا دوست نما دشمن ملک ہے لیکن اپنے وطن کے کسی ذمہ دار شخص سے تو اس حرکت کی کوئی توقع نہیں تھی۔ لیکن مہاجروں کو اگر اپنا سمجھا جاتا تو دوسرے طبقات کو تو اس پر ردعمل دینا چاہیے تھا لیکن افسوس کہ سوائے متحدہ قومی موومنٹ کے کسی جانب سے کوئی ردعمل نہیں آیا۔ مہاجروں کو گالی پہلی مرتبہ تو نہیں دی گئی۔ اس سے پہلے آمریت کے دو ادوار میں ایسا ہو چکا ہے لیکن جمہوری دور کے اس بڑے لیڈر نے ایسا کر کے جمہوریت کے ساتھ انصاف تو نہیں کیا کیونکہ یہ انہیں کا قول ہے کہ بدترین جمہوریت بہترین آمریت سے بہتر ہے۔ لیکن آج کل ایک نیا قول بھی تو آیا ہے کہ جمہوریت بہترین انتقام ہے اور گزشتہ جمہوری دور اور اس کے بعد کے انتخابات کے نتائج نے ثابت کر دیا ہے کہ جہاں جمہوریت جمہوری لیڈروں نے عوام سے انتقام لیا تو جمہور نے بھی جمہوری لیڈروں سے انتقام لے لیا ہے۔ کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے۔

بہر حال جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے، مہاجروں کو گالی پہلی مرتبہ نہیں دی گئی۔ پہلا ڈکٹیٹر ایوب خان تھا جس کے دور میں son of the soil کا قانون نافذ کر کے گالی دی گئی تھی۔ جی ہاں یہ ان کے لئے جنہوں نے پاکستان کے قیام کی جدوجہد کے دوران اور اس کے بعد جان و مال اور عزت و آبرو کی قربانی دی، اپنی جائے پیدائش کو اس جذبے کے ساتھ چھوڑا کہ جس ملک کے قیام کے لئے ہم نے قربانی دی وہ ہمارے لئے مدینہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ انہیں کہا گیا کہ نہیں ہم آپ کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ آپ son of the soil نہیں ہیں۔ دوسری مرتبہ کوٹا سسٹم نافذ کیا گیا تا کہ آپ مقامی لوگوں کے ساتھ مسابقت compete نہیں کر سکتے۔ یہ کوٹا سسٹم آج بھی نافذ ہے۔ پھر ایک اور ڈکٹیٹر ضیاء الحق جسے مردِ مومن مردِ حق کہا جاتا تھا اس نے بہاریوں کو بھکاری ہونے کی گالی دی۔ اسے کیا پتہ تھا کہ بہاریوں کی قربانی نے اس ملک کے قیام میں کتنا اہم رول ادا کیا تھا۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے کہا تھا کہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میری زندگی میں پاکستان کا قیام عمل میں آجائے گا لیکن بہار کے فسادات نے اسے ممکن بنا دیا۔ آج لاکھوں بہاری جو بہر حال مسلمان ہیں بنگلہ دیش کے کیمپوں میں پڑے ہیں۔ ان کی موجودہ نسل قیام پاکستان کے بعد کی تیسری نسل ہے جسے پاکستان اپنا شہری تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کیا معلوم پاکستان پر تابڑ توڑ جو مصائب ٹوٹ رہے ہوں اس کے وجوہات میں پاکستانی قیادت کا یہ جرم بھی شامل ہو۔ آج بھی ان کی پاکستان میں منتقلی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ اسی صوبے کی مخالفت ہے جو واحد صوبہ ہے جہاں بہاری نہ کھپن کا نعرہ بلند کیا گیا اور جمہوری لیڈروں کو تو عوام کا خیال رکھنا ہی پڑتا ہے ورنہ ان کے اقتدار کی چولیں ہل جاتی ہیں۔ اور شاید یہ بھی جمہوریت کا حسن ہے۔

کبھی آپ نے سوچا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ یہ صرف احساس برتری کا معاملہ ہے۔ جس علاقے میں لوگ ہجرت کر کے آتے ہیں وہاں کے باشندے چاہتے ہیں کہ وہ اپنی شناخت ختم کر کے ان میں ضم ہو جائیں۔ اصل میں انہیں جلدی ہوتی ہے ورنہ یہ معاملہ بتدریج ہو ہی جاتا ہے۔ لیکن اس کے لئے نسلیں درکار ہوتی ہیں اور انسان تو حب عاجلہ کا شکار ہے۔ وہ اتنا انتظار نہیں کر سکتا۔ وہ تو اس وقت بھی انہیں اپنی قوم کا حصہ تسلیم نہیں کرتا جب مہاجر ان میں ضم ہو جاتے ہیں ورنہ مشرقی پاکستان کے شمالی علاقوں کے بہاری تو بنگالیوں میں تقریباً ضم ہو ہی چکے تھے لیکن سقوط ڈھاکہ کے بعد ان کا قتل عام نہ ہوتا۔ دروغ بر گردن راوی ایک کہنے والے نے یہاں تک کہا کہ ایک بنگالی سالے کو اپنے بہنوئی کی تلاش تھی تا کہ وہ اس کا قصہ پاک کر دے۔ بہن نے اسے غیرت دلائی کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم اپنے بہنوئی کو قتل کرنا چاہتے ہو تو اس کا جواب یہ تھا کہ مجھے بہنوئی بہت مل جائیں گے۔

یہ معاملہ صرف مہاجر اور مقامی کے درمیان نہیں بلکہ مہاجر مہاجر کے درمیان بھی ہوتا ہے۔ جو مہاجر پہلے کسی علاقے میں ہجرت کر کے آتے ہیں وہ بعد میں آنے والوں کو اپنے سے کمتر سمجھتے ہیں۔ کہیں بعد میں آنے والوں کو کلکتیہ کہا جاتا ہے تو کہیں بہاری۔ پھر ان سے بھی ویسا ہی برتاؤ کیا جاتا ہے جیسا مقامی لوگ مہاجروں سے کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ایسا کیوں ہوتا ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کا قیام اسلام کے نعرے کا مرہون منت ہے۔ یہ وہ فیکٹر تھا جس نے تقسیم در تقسیم میں مبتلا مسلمانوں کو متحد کر کے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر جمع کر دیا تھا۔ پاکستان بننے کے بعد اسلام پس پشت چلا گیا جس کے نتیجے میں پرانی تمام عصبیتیں عود کر آئیں اور مسلمان پھر سے پنجابی، سندھی، پٹھان اور بلوچی حتیٰ کہ مہاجر اور بریلوی، دیوبندی، بریلوی، اہل تشیع اور اہل حدیث بن گئے۔ دینی حلقوں میں جب کوئی اپنا تعارف کراتا ہے تو سب سے پہلے اس سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ آپ دیوبندی ہیں یا بریلوی وغیرہ وغیرہ۔ المیہ یہ ہے کہ قرآن میں تو ہمارا نام مسلم یعنی مسلمان رکھا گیا تھا لیکن ہم میں سے بعض کو شاید یہ نام پسند نہیں۔ جب تک یہ پہیہ الٹا نہیں گھومتا یعنی اسلام کے نعرے کو عملی شکل نہیں دے دی جاتی، یہ عصبیتیں جاری رہیں گی۔ گالیاں بھی دی جاتی رہیں گی۔ انتشار بڑھتا چلا جائے گا اور قتل و غارت میں بذریعہ دھماکے اور ٹارگٹ کلنگ اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ اے کاش! کہ ہماری پاکستانی قوم کو جسے لاکھ کہیں کہ ہے، نہیں ہے، اس کا شعور حاصل ہو جائے۔

☆☆☆

شہادت سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ

مفتی انعام الرحمن

حضرت امیر معاویہؓ کی زندگی میں انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد مقرر کر دیا تھا۔ ولی عہدی کا اعلان ماہ رجب 20ھ دمشق میں کیا گیا۔ یزید نے تمام ممالک میں اپنے حکام کی طرف فرمان جاری کیا کہ میرے حق میں لوگوں سے بیعت لو۔ یہی حکم مدینہ کے ولید بن عتبہ کو بھی ملا جو مدینہ کا والی تھا۔ ولید بن عتبہ نے حضرت حسینؓ سے بھی تاکیداً بیعت کا کہا۔ آپؓ نے بیعت نہیں کی۔

مکہ روانگی

آپؓ اسی کشمکش میں اپنے اہل وعیال کو لے کر مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ واقعہ 4 شعبان 60ھ کو پیش آیا۔

اہل کوفہ کی دعوت وخطوط

مکہ پہنچتے ہی کوفہ والوں کی طرف سے دعوتی خطوط آنا شروع ہو گئے اور پیغام رساں آ کر عاجزی کرنے لگے کہ حضرت ہم آپؓ کے منتظر ہیں، ہمیں آپؓ کے علاوہ کوئی رہبر نظر نہیں آتا۔ ہم تو والی کوفہ کی اقتدا میں جمعہ ادا نہیں کرتے۔ آپؓ تشریف لائیں ہم آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے جان ومال آپؓ کے ساتھ ہیں وغیرہ۔ الغرض ڈیڑھ سو سے زائد خطوط لکھے گئے۔ جن میں اس قسم کے جذبات کا اظہار تھا۔

10 رمضان المبارک 60ھ

کوفہ والوں کے خطوط رمضان المبارک کے دسویں روزے کو مکہ پہنچے اور ساتھ ہی دو دن کے وقفے سے کوفہ کے سرداروں کے ڈیڑھ سو خطوط بھی پہنچے۔

مسلم بن عقیلؓ کی کوفہ روانگی

یہ صورت حال دیکھ کر حضرت حسینؓ نے اپنے چچازاد مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ کوفہ جائیں اور وہاں کے حالات کا جائزہ لے کر مجھے آگاہ کریں۔ اگر کوفہ والوں کے جذبات ایسے ہی ہیں جیسا خطوط میں لکھا ہے تو ان کے پاس جائیں گے ورنہ نہیں، چنانچہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کوفہ روانہ ہوئے۔

کوفہ والے تو پہلے ہی سے انتظار میں تھے۔ انہوں نے مسلم بن عقیلؓ کا شاندار استقبال کیا۔ ان کا قیام مختار بن عبید کے گھر میں رہا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے طرفداروں کی خفیہ طور پر آمد و رفت شروع ہوئی یہاں تک کہ بارہ ہزار آدمیوں نے مسلم بن عقیلؓ کے ہاتھ پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے حق میں بیعت کی۔ اس کے ساتھ ہی کوفہ میں یزید کی مخالفت، اعلانیہ طور پر شروع ہوگئی۔

مسلم بن عقیلؓ کا خط

یہ حالات دیکھ کر مسلم بن عقیلؓ نے حضرت حسینؓ کو خط لکھا کہ جلد از جلد تشریف لے آئیں، حالات سازگار ہیں۔ چنانچہ اس خط کے بھیجنے کی خبر گھر گھر پہنچ گئی۔ یزید کے حامیوں میں سے ایک شخص حضرت نعمان بن بشیرؓ کے پاس آیا جو کہ کوفہ کے حاکم تھے۔ کہا کہ شہر تباہ ہو رہا ہے اور تم چپ کر کے بیٹھے ہو۔ نعمان بن بشیرؓ نے جواب دیا کہ رب کی اطاعت میں کمزور ہونا مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں اس کی نافرمانی میں قوی ہو جاؤں۔ مجھ سے اس پودے کی بے عزتی نہیں ہو سکتی جسے اللہ تعالیٰ نے ڈھانپ لیا ہے۔

جب یزید کو علم ہوا کہ نعمان پر آل رسول واہلِ بیت کی محبت غالب ہے جس کی وجہ سے وہ ان کو کچھ نہیں کہہ رہا بلکہ اس نے صرف حضرت حسینؓ کے طرفداروں کو ڈانٹنے پر اکتفا کیا ہے تو یزید نے ابن زیاد کو جو بصرہ کا حاکم تھا اس کو کوفہ کا بھی والی بنا کر نعمان بن بشیرؓ کو معزول کر دیا۔ اور ساتھ ہی خط میں لکھا کہ مسلم بن عقیلؓ کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔

ابن زیاد کی کوفہ آمد

ابن زیاد کوفہ میں اپنا چہرہ ڈھانپ کر اہل حجاز کے لباس میں داخل ہوا تا کہ لوگ سمجھیں کہ یہ حسین ابن علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ لوگوں نے امام موصوف سمجھ کر اس کا استقبال کیا۔ یہ لوگوں کو سلام کرتا جاتا لوگ اس کا جواب یوں دیتے ”وعلیکم السلام یا ابن رسول اللہ“ یہاں تک کہ یہ محل کوفہ میں داخل ہوا۔ صبح لوگوں کو اکٹھا کیا اور اپنی حکومت کی سند پڑھ کر سنائی۔ انہیں دھمکی دی اور یزید کی مخالفت سے ڈرایا اور مسلم بن عقیلؓ کی جماعت میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی۔ ابن زیاد نے مسلم بن عقیلؓ کا سراغ لگانے کے لئے ایک جاسوس تیار کیا اور تین ہزار درہم دے کر اس بات پر آمادہ کیا چنانچہ وہ جاسوس ہانی بن عروہ کے گھر آیا اور مسلم بن عقیلؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور تین ہزار درہم پیش کیے اور ابن زیاد کو ان کی خبر دی۔ ابن زیاد نے ہانی بن عروہ سے پوچھا کہ مسلم بن عقیل کہاں ہیں؟ اس نے لاعلمی کا اظہار کیا تو جاسوس کو سامنے پیش کیا گیا۔ اس پر ہانی نے کہا کہ مسلم کو میں نے نہیں بلایا وہ خود آئے ہیں۔ ابن زیاد نے کہا مسلم میرے حوالے کر دو۔ ہانی نے جواب دیا کہ ہم نبی کا جاہ وجلال نہیں دیں گے، جان چلی جائے پروا نہیں۔ مسلم کا ایک ناخن بھی تیرے حوالے نہیں کریں گے۔ ابن زیاد کو غصہ آیا اس نے محمد بن اشعث کو فوج دے کر ہانی کے گھر بھیجا اور اس طرح ہانی ابن عروہ اور کوفہ کے تمام سرداروں کو قید کر لیا۔ مسلم بن عقیل کو جب اس کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے اپنے مریدوں کو جمع کیا تقریباً چالیس ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ ان سب نے مل کر ابن زیاد کے محل کا محاصرہ کر لیا۔ ابن زیاد نے قید سرداروں کو ڈرا دھمکا کر مجبور کیا کہ وہ اپنے آدمیوں کو سمجھائیں کہ مسلم بن عقیل کا ساتھ چھوڑ دیں، چنانچہ ان سرداروں نے اپنے آدمیوں کو سمجھایا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ شام تک مسلم بن عقیلؓ کے پاس صرف پانچ سو آدمی رہ گئے۔ اندھیرا چھانے تک تیس آدمی۔ یہاں تک کہ مسلم بن عقیلؓ تنہا رہ گئے۔ باقی سب بزدل بھاگ گئے۔ یہ بڑے حیران ہوئے کہ اب کیا کروں؟ ایک عورت کے گھر میں پناہ لی، اس کا بیٹا ابن اشعث کا خادم تھا، اس نے ابن اشعث کو بتایا، اس نے ابن زیاد کو، چنانچہ ابن زیاد نے عمرو ابن حریث اور ابن اشعث کو تین سو سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ انہوں نے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ وہ گرفتار ہو گئے۔ ابن اشعث نے انہیں امان دی اور ابن زیاد کے پاس گرفتار کر کے لے گیا۔ ابن زیاد نے مسلم بن عقیلؓ کو قتل کرا دیا۔ ساتھ ہی ہانی بن عروہ کو جنہوں نے انہیں پناہ دی تھی ان کو بھی سولی پر چڑھا دیا۔ مسلم بن عقیلؓ کی شہادت سوموار کے دن 3 ذوالحج 60ھ کو ہوئی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی روانگی کوفہ کی طرف

جس تاریخ کو مسلم بن عقیلؓ کی شہادت ہوئی اسی دن حضرت حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔

ابن عباس کا حسین رضی اللہ عنہ کو روکنا

مسلم بن عقیلؓ کا خط مکہ پہنچ گیا تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ

نے روانگی کا ارادہ کرلیا تو ہمدرد حضرات نے بہت سمجھایا کہ آپ نہ جائیں بالخصوص حضرت ابن عباس ؓ نے سخت اضطراب کا اظہار کیا اور فرمایا کہ کوفہ والے بے وفا، غدار ہیں۔ اور بنی امیہ کے لوگ ظالم و سرکش ہیں۔ سب نے اس سفر کی مخالفت کی حضرت حسین ؓ ان باتوں سے متاثر نہیں ہوئے۔ بلکہ روانگی کے لئے تیار رہے۔

دوبارہ روکنا

آپؓ تیاری کر کے نکلنے لگے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ دوڑ کر آئے اور منت کر کے کہا کہ میں اس موقع پر خاموش نہیں رہ سکتا۔ اس سفر میں مجھے آپ کی ہلاکت وقتل نظر آرہا ہے۔ کوفہ کے لوگ دغاباز ہیں ان کے قریب بھی نہ جایئے اور یہیں مکہ معظمہ میں ہمارے ہاں قیام کیجئے۔ کوفہ وعراق والے اگر آپ کو بلانا ہی چاہتے ہیں تو انہیں صاف صاف فرمادیں کہ پہلے دشمنوں کو اپنے علاقوں سے نکالو پھر مجھے بلانا۔ اگر آپؓ یہاں سے جانا ہی چاہتے ہیں تو پھر یمن چلے جائیں، وہاں آپ کے والد گرامی کے خیر خواہ بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ وہاں آپؓ اپنے دشمنوں کی دسترس سے دور بھی ہوں گے اور خطوط کے ذریعے اپنی دعوت پھیلاتے رہیں گے اور اس طرح آپؓ ضرور کامیاب ہوں گے۔ آپؓ نے فرمایا کہ میں عراق جانے کا پکا ارادہ کر چکا ہوں۔ ابن عباس ؓ نے پھر فرمایا کہ اگر آپ جانا ہی چاہتے ہیں تو جائیں مگر گھر کی عورتوں، بچوں کو ساتھ نہ لے جائیں مجھے خطرہ ہے کہ آپ ان کی آنکھوں کے سامنے حضرت عثمان ؓ کی طرح قتل نہ کر دیے جائیں۔ اس کے باوجود بھی آپ کے پایۂ استقلال میں کمی نہ آئی اور بدستور اپنے ارادے پر قائم رہے اور سفر پر روانہ ہوگئے۔

شاعر فرزدق سے ملاقات

سفر کے دوران جب ''صفاح'' نامی جگہ پر مشہور شاعر فرزدق سے ملاقات ہوئی، یہ آل رسول واہل بیت کا محب شاعر تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تمہارے پیچھے لوگوں کا کیا حال احوال ہے؟ فرزدق نے جواباً کہا ان کے دل آپ کے ساتھ ہیں، مگر تلواریں بنی امیہ کے سفاک ظالموں کے ساتھ ہیں۔ آپؓ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ اب میرا معاملہ رب کے ذمے ہے۔ وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، ہمارے پروردگار عالم کی مشیت ہماری امید کے مطابق ہوگی تو ٹھیک اور اگر امید کے خلاف ہوا تو تب بھی نیک نیتی اور تقویٰ کے ثواب سے مالا مال ہوں گے۔

مسلم بن عقیلؓ کے رشتہ داروں کا ضد کرنا

اسی سفر کے دوران جب زرود نامی جگہ پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ ابن زیاد نے مسلم بن عقیلؓ کو شہید کر دیا ہے اور اہل کوفہ غداری کر کے یزیدی فوج کے ساتھ مل گئے ہیں تو آپؓ یہ سن کر بار بار ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھتے رہے۔ اور اپنے خیمہ گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ مسلم بن عقیلؓ کے بیٹوں نے جوش میں آکر کہا کہ ہم بدلہ لئے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔ کافی لوگ مسلمؓ کی شہادت کی خبر سن کر واپس چلے گئے، صرف آپ کے ساتھ خاندان نبوت کے 72 افراد اور کچھ لوگ رہ گئے جن کی تعداد ایک سو گیارہ کے لگ بھگ تھی۔ مسلم بن عقیلؓ کے رشتہ داروں کے اصرار کو دیکھ کر آپ نے ٹھنڈی آہ بھری اور فرمایا کہ مسلم بن عقیلؓ کے بعد زندگی میں کوئی مزہ نہیں۔

حر بن یزید سے ملاقات

جب قادسیہ سے آگے کوفے سے دو منزل دور تھے تو حر بن یزید فوج لے کر سامنے آیا اور ساتھ ہو کر چلنے لگا اور کہا کہ مجھے ابن زیاد نے حکم دیا ہے کہ آپ سے جدا نہ ہوں یہاں تک کہ آپ کو اس کے پاس لے چلوں، میں خدا کی قسم مجبور ہوں۔

امامؓ کا جواب

فرمایا کہ میں خود کوفہ کی جانب نہیں آیا بلکہ کوفے کے لوگوں کے اتنے خطوط پہنچے ہیں، اور بے شمار قاصد آئے ہیں۔ اگر تم اپنے عہد بیعت پر قائم ہو تو تمہارے شہر آؤں گا ورنہ واپس چلا جاؤں گا؟ اس پر حر نے کہا آپ کن خطوط کا ذکر کرتے ہیں؟ ہمیں ایسے خطوط کا علم نہیں۔ آپؓ نے عقبہ بن سلام سے کہا خطوط کی تھیلی لے آؤ۔ انہوں نے خطوط کے ڈھیر لگا دیئے تو حر نے کہا ہم نے یہ نہیں لکھے ہمیں تو آپ کو ابن زیاد کے پاس لے جانے کا حکم ہوا ہے۔ آپؓ نے فرمایا زندگی میں ایسا ممکن نہیں۔ آپؓ روانہ ہونے لگے تو مخالفین نے پھر راستہ روک لیا۔ بحث وتکرار کے بعد آپؓ کوفہ کے راستے سے ہٹ گئے۔

کربلا میں ورود مسعود

یہاں تک کہ سفر کرتے کرتے 2 محرم الحرام 61ھ میں کربلا کے مقام پر پڑاؤ کیا۔ اس میدان میں پہنچتے ہی اس کا نام معلوم کیا۔ بتایا گیا کہ اس کا نام کربلا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ھذا موضع کرب و بلاء'' یعنی یہ تکلیف وہلاکت کی جگہ ہے۔ یہ مقام پانی سے کافی دور واقع تھا۔

عمرو بن سعد کا آنا

دوسرے دن عمرو بن سعد کوفہ والوں کی چار ہزار فوج لے کر آ گیا۔ ابن زیاد نے عمرو کو مجبور کر کے بھیجا تھا اس نے آتے ہی قاصد بھیجا کہ آپؓ کیوں تشریف لے آئے ہیں؟ آپؓ نے وہی جواب دیا جو حر بن یزید کو دے چکے تھے۔

ابن زیاد کا بیعت پر اصرار کرنا

ابن سعد کو اس پر امید بندھی کہ اب مصیبت ٹل جائے گی چنانچہ اس نے ابن زیاد کو خط لکھ کر ساری صورت حال سے آگاہ کیا، تو ابن زیاد نے جواب دیا کہ حسینؓ سے کہو کہ اپنے ساتھیوں سمیت یزید کی بیعت کریں پھر ہم دیکھیں گے کیا کرنا ہے؟

جب یہ خط پہنچا تو ابن سعد نے حسینؓ کو ابن زیاد کا پیغام پہنچایا۔ انہوں نے فرمایا چلے جاؤ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ عمرو بن سعد کے لشکر میں اکثر وہی غدار تھے جنہوں نے آپؓ کے حق میں بیعت کی تھی اور خطوط لکھے تھے۔

جنگ کا آغاز

ابن سعد نے اپنے لشکر سمیت دھاوا بول دیا اور لڑائی شروع ہوگئی۔ آپؓ کے ساتھیوں میں سے ایک ایک کر کے شہید ہونے لگے یہاں تک کہ آپ کے پچاس آدمی شہید ہوگئے۔

حر کی وفاداری

آپؓ نے باآواز بلند خطبہ ارشاد فرمایا: ''ہے کوئی خدا کے لئے فریادرس، ہے کوئی خدا کے لئے رسول عظیم کے حرم کو بچانے والا''۔ یہ سن کر حر کے دل میں محبت کی چنگاری بھڑکی اور آکر کہا اے رسول کے بیٹے میں حاضر ہوں، آیا تھا تیرا مخالف بن کر، اب آپ کی حمایت میں لڑوں گا۔ تاکہ کل آپؓ کے نانا کی شفاعت نصیب ہو جائے۔ چنانچہ وفادار حر نے پلٹ کر عمرو بن سعد کے لشکر پر زوردار حملہ کیا اور لڑتے لڑتے وفاداری کا حق ادا کر گئے۔ یہاں تک کہ حر کے بیٹے، بھائی اور غلام بھی شہید ہوگئے۔ اس کے بعد گھمسان کا رن پڑا آپؓ کے تمام ساتھی یکے بعد دیگرے شہید ہوگئے۔

زخموں سے چور ہونا

ہر طرف سے تیروں، برچھیوں کی بارش نے حسینؓ کو زخموں سے چور کر دیا۔ پھر شمر ذی الجوشن بدبخت اپنی فوج کو لے کر اہل بیت کے خیموں کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ شبیرؓ نے للکار کر کہا مستورات کو کیوں تنگ کرتے ہو؟ تب شمر نے اپنی فوج سے کہا کہ عورتوں کو نہ تنگ کرو اور اسی کا مقابلہ کرو۔ پھر سب نے زہراءؓ کے لخت جگر، نور نظر پر چاروں طرف سے تیروں، نیزوں، تلواروں، برچھیوں کی بارش کردی۔ آپؓ زخموں کی تاب نہ لا کر گر پڑے۔

یزیدی فوج کے بدبخت خولی ابن یزید نے ان کے سر مبارک کو کاٹ دیا اور ابن زیاد کی طرف بھیج دیا۔ یہ عظیم سانحہ 10 محرم الحرام 61ھ کو پیش آیا۔

(البدایہ والنہایہ، تذکرہ سیدنا حضرت حسین ؓ)

جمعہ کے دن کی فضیلت اور اہمیت

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

اللہ تعالیٰ نے بعض چیزوں کو بعض چیزوں پر فضیلت دی ہے۔ مہینوں میں رمضان کا مہینہ زیادہ فضیلت والا ہے۔ اسی طرح راتوں میں لیلۃ القدر اور دنوں میں جمعہ کے دن کی خصوصی اہمیت ہے۔ جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات اور نوازشوں کا دن ہے۔ جس طرح ہر رات کی آخری گھڑی میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت بندوں کی طرف زیادہ متوجہ ہوتی ہے اسی طرح جمعہ کے دن میں بھی ایک گھڑی دعا کی قبولیت کی تاثر رکھتی ہے۔ جمعہ کے روز نماز ظہر کی بجائے نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے۔ ظہر کی چار رکعت کی بجائے جمعہ کی نماز کی دو رکعتیں ہوتی ہیں جن کے ساتھ خطبہ لازمی قرار دیا گیا ہے۔ گویا خطبہ دو رکعت کے قائم مقام ہے۔ نماز جمعہ جامع مسجد میں دوسرے نمازیوں کے ساتھ مل کر جماعت کی صورت میں ادا کی جاتی ہے۔ جس کو نماز جمعہ نہ مل سکے وہ تنہا نماز جمعہ ادا نہیں کر سکتا کیونکہ خطبہ سننا نماز جمعہ کا جزو ہے۔ جو لوگ کسی شرعی عذر کی بنا پر مسجد میں نہیں آسکتے۔ اُن پر جمعہ کی نماز کی بجائے ظہر کی نماز فرض ہے۔ چار قسم کے لوگوں کو آپؐ نے نماز جمعہ سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ (1) غلام (2) عورت (3) نابالغ (4) بیمار (سنن ابوداؤد)

چھوٹی آبادی جہاں روزمرہ استعمال کی ہر چیز نہ ملتی ہوں وہاں جمعہ کی نماز کا اہتمام درست نہیں۔ بلکہ چھوٹی بستیوں کے لوگ قریبی شہر میں جا کر جمعہ کی نماز ادا کریں۔ بہتر ہے کہ شہر کی کسی ایک بڑی مرکزی مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کی جائے اگر شہر بڑا ہو تو ایک سے زائد مساجد میں بھی جمعہ کی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ مگر گلی گلی کی مساجد میں نماز جمعہ ادا کرنا پسندیدہ نہیں کیونکہ اس طرح اجتماع کے فوائد حاصل نہیں ہوتے۔ نماز جمعہ میں شرکت اور حاضری کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ اس دن غسل کرنا صاف ستھرے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا مستحب ہے۔ اس طرح پاک صاف لوگوں کا مسجد میں اللہ کے ذکر نماز اور دُعا کے لئے جمع ہونا ماحول میں فرحت وانبساط پیدا کر کے روح کی بالیدگی کا باعث ہوتا ہے۔ نماز جمعہ سے قبل امام صاحب خطبہ دیتے ہیں جس میں نیکیوں کے اہتمام اور برائیوں سے باز رہنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ دین کی دوسری ضروری باتیں سمجھائی جاتی ہیں۔ بعدازاں 2 رکعت نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔ جمعہ کے دن کی فضیلت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

”سارے دنوں میں سب سے بہتر جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن آدمؑ پیدا کیے گئے اور جمعہ ہی کے دن وہ جنت میں داخل کیے گئے اور جمعہ ہی کے دن وہ جنت سے باہر زمین پر بھیجے گئے۔ اور قیامت بھی خاص جمعہ ہی کے دن قائم ہو گی۔“ (صحیح مسلم)

جمعہ کے دن کا خاص وظیفہ درود شریف ہے۔ جو شخص اس دن کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنے والا ہو گا، اس کو ابدی زندگی میں رسول اللہ ﷺ کا قرب نصیب ہو گا۔ یاد رکھنا چاہیے کہ درود شریف وہی افضل ہے جس کے الفاظ رسول اللہ کے بتائے ہوئے ہوں کیونکہ کسی اور کے ترتیب دئے ہوئے الفاظ کی وہ فضیلت نہیں ہو سکتی جو آپؐ کے بتائے ہوئے الفاظ کی ہے۔ سب سے افضل درود ابراہیمی ہے۔ جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں۔ جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر بہت بڑی عنایت ہے۔ ”جو شخص غسل کر کے خوشبو لگا کر نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے مسجد میں پہنچ جائے، وہاں پورے آداب کے ساتھ بیٹھے۔ امام کا خطبہ پوری توجہ اور خاموشی کے ساتھ سنے اور امام کے ساتھ نماز میں شریک ہو تو اللہ تعالیٰ اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کی اس کی ساری خطائیں معاف فرما دیں گے۔“ (صحیح بخاری)

جمعہ کے دن اول وقت مسجد میں جانے کی بہت فضیلت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور مسجد میں داخل ہونے والوں کے نام لکھتے جاتے ہیں۔ سب سے اوّل داخل ہونے والا ایسا ہے گویا اس نے اللہ کی رضا کے لئے اونٹ کی قربانی پیش کی۔ اس کے بعد داخل ہونے والے کے لئے گائے کی قربانی کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد آنے والے کو مینڈھے کی قربانی کا اجر ملتا ہے اس کے بعد آنے والوں کو بالترتیب مرغی پیش کرنے اور انڈا پیش کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ پھر جب امام خطبہ کے لئے منبر کی طرف جاتا ہے تو یہ فرشتے اپنے لکھنے کے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں شریک ہو جاتے ہیں (گویا اس کے بعد آنے والے خصوصی ثواب سے محروم رہتے ہیں) [صحیح بخاری، صحیح مسلم]

جمعہ کے دن کے ان فضائل کا تقاضا یہ ہے کہ سب مسلمان پورے اہتمام کے ساتھ جلد سے جلد مسجد میں پہنچ جائیں اور ذکر اذکار اور درود شریف پڑھنے میں مصروف ہو جائیں۔ جب خطیب خطبہ دے تو پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ خطبہ سنیں پھر جمعہ کی دو رکعت امام کے ساتھ ادا کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس خصوصی رحمت سے وافر حصہ پائیں۔

بقیہ: اپنی خودی پہچان ...... اے غافل پاکستان

لڑکا ہے تو لڑکی بن کر رہیں گے اور لڑکی ہے تو لڑکا ہو کر رہیں گے! (کیا اعلیٰ و ارفع نظریۂ حیات، مقصد حیات ہے!) ہم مغربی لنڈے اور پس خوردہ کے دلدادہ ہیں۔ سولنڈے سے نوبل پرائز مل جائے تو فخر و انبساط آسمان کیوں نہ چھوئے! حالانکہ مغرب کی شان دکھا دکھا کر ہمیں دہلانے والوں کے غباروں سے عسکری، سیاسی ہوا تو نہتے افغان شیروں نے پنجہ مار کر نکال دی ہے۔ تہذیبی مرتبت پر سیاہیاں پھیرنے کو سدومیئے، بحر مردار میں غرقاب تہذیب کے وارث کافی ہیں۔ مسلمانوں کے خون میں لتھڑے ان ہاتھوں سے انعام پانا ہی معراج مسلمانی ہے؟ اب یہ کہنا چھوڑ دیجیے بات بات پر کہ ہم دنیا کو کیا منہ دکھائیں گے۔ دنیا کے پاس ہمیں دکھانے کو کوئی منہ باقی نہیں۔ کیا دکھائیں گے ہمیں؟ بش ٹونی بلیئر، ہیلری کلنٹن کے جھوٹے منہ......؟ جو بہ دہانِ خود عراق پر مسلط کردہ جنگ کے پس پردہ جھوٹ بولنے کو قبول کر چکے ہیں۔ ریمنڈ ڈیوس پر جھوٹ بولا (سفارتکار ہے!) سیاسی منہ بھی کالا ہے۔ معاشی منہ پر بھی سود کی لعنت برس رہی ہے۔ تہذیبی منہ بیچارا ٹرانس جینڈر رہوا پڑا ہے۔ اپنی شناخت سے عاری...... نہ مذکر نہ مونث! مذہبی منہ چرچوں کے ہولناک بدکاری اور مالی بدعنوانی سکینڈلوں سے چیچک زدہ۔ ایک منہ ابوغریب، گوانتانامو ڈاکٹر عافیہ کے لیے عدل وانصاف کا منہ چڑاتا بھیانک منہ ہے! فکری غلامی کی گرد جھاڑ کر...... اپنی خودی پہچان...... اے غافل پاکستان!

حلقہ پنجاب شرقی کے زیر اہتمام حویلی لکھا میں دعوتی پروگرام

17 اکتوبر بروز جمعہ رحمانیہ مسجد ریل بازار حویلی لکھا میں محترم رحمت اللہ بٹر نے توحید عملی کے موضوع پر خطاب جمعہ ارشاد فرمایا۔ جس میں تقریباً 300 افراد نے شرکت کی۔ عشاء کی نماز کے بعد بونگہ حیات مسجد اہلحدیث میں ''اقامت دین'' کے موضوع پر درس قرآن دیا، جس میں 50 مرد اور 25 خواتین نے شرکت کی۔ خطاب جمعہ کی تشہیر فلیکس اور دعوت نامے کے ذریعے اور درس قرآن کی تشہیر ہینڈ بلز کے ذریعے کی گئی۔ حویلی لکھا میں صرف احباب کے لئے اور بونگہ حیات میں تمام احباب کے لئے محترم نسیم قطب صاحب نے کھانے کا اہتمام فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے انفاق اور جدوجہد کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اس پروگرام میں مرزا بشارت حسین اور ماسٹر عبدالغفار نے بھی بھرپور تعاون کیا۔

مقامی تنظیم مروٹ کا ماہانہ تربیتی اجتماع

مورخہ 19 اکتوبر بروز اتوار مسجد جامع القرآن مروٹ میں مقامی تنظیم مروٹ کا ماہانہ تربیتی اجتماع منعقد ہوا۔ 9 بجے صبح افتتاحی کلمات سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ جس کے بعد محمد فرحان ریاض صاحب نے سورۃ العصر پر درس قرآن دیا۔ درس قرآن کے بعد لیاقت علی نے درس حدیث دیا۔ انہوں نے قیامت والے دن ہر بنی آدم سے پوچھے جانے والے پانچ سوالات والی حدیث پنجابی میں بیان کی۔ محمد اقبال صاحب نے فرائض دینی کا جامع تصور بہت جامع انداز میں بیان کیا۔ تینوں مقررین کی بھرپور تیاری تھی اور ان سب کا پہلا موقع تھا درس وتقریر کا۔ عمران شاہد صاحب نے صحابہ کرامؓ کی استقامت کی چند روشن مثالیں کے عنوان سے تحریر پڑھ کر بیان کی۔ امیر حلقہ محمد ناصر بھٹی صاحب نے اختتام پر نظری اور عملی سیاست پر گفتگو فرمائی۔ آخر میں تجاویز اور تاثرات کے بعد 12 بجے یہ پروگرام اپنے پایہ تکمیل کو پہنچا۔ تقریباً 23 افراد نے اس پروگرام میں شرکت کی۔

حلقہ کراچی شمالی کے زیر اہتمام تربیتی اجتماع

اللہ کے فضل وکرم سے حلقہ کراچی شمالی کے زیر اہتمام ملتزم رفقاء کا تربیتی اجتماع بعنوان تعلق مع اللہ، بروز اتوار بعد نماز فجر بوقت 07.00 بجے قرآن اکیڈمی یٰسین آباد میں منعقد ہوا۔ میزبانی کے فرائض طارق امیر پیرزادہ (امیر تنظیم سرجانی ٹاؤن) نے انجام دیئے۔ انہوں نے پروگرام کا تعارف واہمیت رفقاء تنظیم کے سامنے پیش کی۔ حافظ اسامہ علی (نیو کراچی) نے خوبصورت لحن میں سورۃ الاعلیٰ کی تلاوت اور ترجمہ بیان کیا۔ سید ابرار حسین صاحب (گلستان جوہر 1) نے ایک متفق علیہ حدیث، جو فرشتوں اور اللہ کے درمیان ایک مکالمے کی شکل میں روایت ہوئی ہے، بیان کی۔ انہوں نے بتایا کہ فرشتے ان اہل ذکر کو تلاش کرتے ہیں جو اللہ کی تسبیح کرتے ہیں، جنت کا سوال کرتے ہیں اور آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ عبدالرحمٰن خان (وسطی) نے سورۃ البقرۃ آیات 129، 151، سورۃ آل عمران 164 اور سورۃ جمعہ آیت 2 کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کے مقصد بعثت اور چاروں فرائض یعنی تلاوت، تعلیم قرآن، تعلیم حکمت اور تزکیہ نفوس بیان کرتے ہوئے وضاحت کی۔ انہوں نے کہا کہ ان افعال کو کرنے سے ایک داعی کے قلوب میں برے اخلاق واعمال ختم کرنے اور اچھے اخلاق واعمال پروان چڑھانے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ڈاکٹر انوار علی صاحب (گلزار ہجری) نے سورۃ المائدہ آیات 64-66 کی روشنی میں تعلق مع اللہ کی اہمیت وافادیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ صرف تسبیح ہی بیان کرنا تعلق مع اللہ نہیں۔ اللہ سے لاتعلقی کی بنیاد غفلت ہوا کرتی ہے جبکہ مومن کسی بھی دنیاوی کام میں ہو، اس کا تعلق اللہ سے ہی ہونا چاہیے۔ انہوں نے تعلق مع اللہ کے لئے 3 شرائط بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں دین کے تقاضے (فرائض وواجبات) پورے کرنے ہوں گے۔ حزب اللہ کا ساتھ اختیار کرنا ہوگا اور مستقل جدوجہد کرنا ہوگی۔ انہوں نے تعلق مع اللہ کے لیے 8 معاملات سے آگاہ کیا جن میں دل میں شکر کے جذبات، اتباع رسول ﷺ، مخلوق سے محبت کرنا اس کی مدد کرنا، قرآن سے تعلق جوڑنا، فرائض میں خشوع وخضوع اختیار کرنا، نوافل کا اہتمام، ذکرواذکار اور دعا کرنا شامل ہیں۔

اس کے بعد پہلی نشست کا اختتام ہوا۔

دوسری نشست کے آغاز میں عمر بن عبدالعزیز (معتمد حلقہ کراچی شمالی) نے 2013ء اور 2014ء کا ملتزم رفقاء کا جائزہ پیش کیا۔ اس ضمن میں انفرادی دعوت کی طرف بھرپور توجہ دلائی گئی کیونکہ اس کی وجہ سے فہم دین نشست مطلوبہ تعداد میں نہیں منعقد ہو پا رہی ہیں۔ ملتزم رفقاء کو اجتماع اسرہ اور انفاق کو 100 فیصد کرنے کی بھی ترغیب دلائی گئی۔ عطاء الرحمٰن عارف (نارتھ ناظم آباد) نے تربیت کی اہمیت اور نظام تربیت کی افادیت بیان کی۔ بعدازاں امیر حلقہ کے ہمراہ رفقاء کے سامنے سوالات مذاکرے کے انداز میں رکھے، جس میں رفقاء نے بھرپور حصہ لیا۔ آخر میں حاصل مذاکرہ بھی سامنے رکھا کہ اسرہ وماہانہ تربیتی اجتماع نہایت اہم اجتماعات ہیں، ان میں بہتر منصوبہ بندی، مشاورت اور مسلسل جائزہ کے ذریعہ بہتری لائی جاسکتی ہے۔ رفقاء کو ذمہ داری دینے کے ساتھ ساتھ رہنمائی بھی کی جائے اور متبادل کے طور پر تیاری بھی کی جائے۔ ترغیب وتشویق، مواخات کا نظام اور مسلسل دعا رفقاء کو متحرک کرنے میں معاون ہوتا ہے۔ دعوت الی اللہ، ذاتی عمل پر توجہ اور عاجزی وانکساری داعی کے لئے بنیادی عناصر ہیں۔ جناب اویس پاشا قرنی (معاون مرکزی ناظم تعلیم وتربیت) نے دعاؤں کی اہمیت اور اس کی افادیت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ دیگر ادیان نے خالق اور مخلوق کے درمیان پردے حائل کردیئے، اسلام نے اس کو دعا کے ذریعے ختم کیا۔ دعا اللہ سے تعلق کا ایک بہترین ذریعہ، انسان کی محرومی اور بے بسی کا اور باطنی شخصیت کا اظہار ہے۔ صرف دعا کرنا ہی سنت نہیں بلکہ دعاؤں میں بھی سنت کی اتباع کرنا چاہیے۔ اس ضمن میں تنظیم اسلامی کی طبع شدہ کتاب ''نماز اور مسنون دعائیں'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔

امیر حلقہ کراچی شمالی جناب شجاع الدین شیخ نے اسلام میں اطاعت اور نظم جماعت کی اہمیت جیسے اہم اور بار بار دہرائے جانے والے موضوع کو سہل اور منفرد انداز میں بیان کرتے ہوئے بتایا کہ دین ہے ہی اجتماعیت کا نام۔ تمام اہم فرائض اجتماعیت کے ساتھ ہی سرانجام دیے جاتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں الفاظ آئے ہیں ''تم پر لازم ہے کہ جماعت اختیار کرو، سنو، مانو، ہجرت کرو اور جہاد کرو''! کیونکہ دین اجتماعیت کا نام ہے اس لیے اطاعت بھی اسی کے ساتھ ضروری ہے۔ اس کے بعد ملتزم بیعت کے الفاظ امیر حلقہ نے پڑھائے جس کو تمام رفقاء نے دہرایا اور ملتزم بیعت کے آخری حصے کی تشریح بیان کی۔

پروگرام کے اختتام پر امیر حلقہ نے چند اعلانات کیے۔ بیماروں اور مرحومین کے لئے دعا فرمائی اور مسنون دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ پروگرام میں 200 ملتزم رفقاء شریک ہوئے۔ (مرتب: سید یوسف شعیب)

☆☆☆

غلبۂ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں — تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ
میثاق لاہور

شمارہ نومبر 2014ء
محرم الحرام 1436ھ

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

مشمولات

جہالتِ جدیدہ بمقابلہ جہالتِ قدیمہ	ایوب بیگ مرزا
دینی کام سے کس کی معذرت قبول ہوتی ہے	سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
اسلام میں شرم وحیا اور استقامت کی اہمیت	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
دعا کی حقیقت اور اہمیت	پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
آپ حج سے کیا لے کر لوٹے؟	نعیم صدیقی مرحوم
اخلاصِ نیت اور ریاکاری (۲)	جمیل الرحمٰن عباسی
کتنا بدل گیا ہے تری انجمن کا رنگ!	عدیل احمد آزاد
کیا بائبل کا مطالعہ ضروری ہے؟	پروفیسر عبداللہ شاہین
ذوالقرنین، سدِ ذوالقرنین اور یاجوج ماجوج (۳)	شاہین عطر جنجوعہ

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 25 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 250 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور

اہم اطلاع

ان شاء اللہ

ماہِ نومبر 2014ء سے امیر تنظیم اسلامی **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ

رفقاء کے تحریری سوالات کے جوابات دیا کریں گے

سوال و جواب پر مشتمل یہ

ماہانہ پروگرام

تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر

امیر سے ملاقات

کے عنوان سے دیکھا جا سکے گا

☆ رفقائے تنظیم اس پروگرام کے لیے اپنے سوالات
ہر ماہ کی 20 تاریخ تک درج ذیل ذرائع سے بھجوا سکتے ہیں۔

i) بذریعہ ای میل: media@tanzeem.org پر۔
ii) بذریعہ خط: 36-K ماڈل ٹاؤن لاہور کے پتے پر۔
iii) بذریعہ SMS موبائل نمبر 0312-4024677 پر۔

☆ سوالات اپنے مکمل نام اور مقامی تنظیم و حلقہ کے حوالہ کے ساتھ بھجوائے جائیں
☆ خالصتاً فقہی نوعیت کے سوالات کے جوابات نہیں دیے جائیں گے

المعلن: مرزا ایوب بیگ (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

36-K ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 042-35869501-3/042-35856304

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

''مسجد فاطمہ، جامع القرآن حشمت کالونی، ہارون آباد'' میں

09 تا 15 نومبر 2014ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس اور

14 تا 16 نومبر 2014ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے

برائے رابطہ: 0300-4120723 / 045-7830884

''جامع مسجد الھدیٰ گلی نمبر A-24 پیپلز کالونی راولپنڈی کینٹ'' میں

07 تا 09 نومبر 2014ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے

برائے رابطہ: 0333-5382262 / 051-4434438

''3/B پروفیسرز ہاؤسنگ سوسائٹی، شکارپور روڈ، سکھر'' میں

16 تا 22 نومبر 2014ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور
امراء و نقباء متعلقہ کورسز میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 071-5807281 / 0333-7146816

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)36316638-3636668

بانئ تنظیمِ اسلامی و داعئ تحریکِ خلافت پاکستان ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کی چند فکر انگیز تصانیف

داعی رجوع الی القرآن کا شہرہ آفاق دورۂ ترجمۃ القرآن
اب کتابی شکل میں بعنوان

بیان القرآن

حصہ اول: صفحات: 359، قیمت 450 روپے
حصہ دوم: صفحات: 321، قیمت 400 روپے
حصہ سوم: صفحات: 331، قیمت 425 روپے
حصہ چہارم: صفحات: 394، قیمت 450 روپے
حصہ پنجم: صفحات: 480، قیمت 550 روپے
حصہ ششم: صفحات: 484، قیمت 590 روپے

شرک کی حقیقت، اقسام اور دورِ حاضر کے
شرک سے واقفیت کے لیے مطالعہ کیجیے

حقیقت و اقسامِ شرک

قیمت اشاعت عام: 60 روپے، خاص: 90 روپے

سیرت النبیؐ کی روشنی میں
اسلامی انقلاب کے مراحل، مدارج اور لوازم

منہجِ انقلابِ نبویؐ

مجلد: 400 روپے غیر مجلد: 200 روپے

بعثتِ انبیاء کا اساسی مقصد بعثتِ محمدیؐ
کی اتمامی و تکمیلی شان

نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت

اشاعت خاص: 50 روپے

ایک مسلمان کی انفرادی اور اجتماعی
ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟

دینی فرائض کا جامع تصور

اشاعت خاص 25 روپے، عام 20 روپے

پاکستان کی اساس، معجزانہ قیام، عالمی غلبہ اور
پاکستان، استحکام کا واحد ذریعہ اسلامی انقلاب

استحکامِ پاکستان

اشاعت خاص: 150 روپے

سورۃ العصر کی روشنی میں

راہِ نجات

اشاعت خاص: 70 روپے، مختصر ایڈیشن: 20 روپے

عظمتِ مصطفیٰ ﷺ مقصدِ بعثت، اسوۂ رسولؐ
رسول انقلابؐ کا طریق انقلاب، ختم نبوت

رسولِ اکرمؐ اور ہم

اشاعت خاص: 450 روپے

اُمتِ مُسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل

اور نہی عن المنکر کی خصوصی اہمیت

مجلد 100 روپے، غیر مجلد 45 روپے

پاکستان اور ملت اسلامیہ کے حال اور مستقبل کے
تناظر میں لکھے گئے فکر انگیز اخباری کالموں کا مجموعہ

بصائر

صفحات: 130 قیمت: 65 روپے

قرآن حکیم کی عظمت، تعارف اور حقوق و مطالبات
جیسے علمی و عملی موضوعات پر 8 کتابوں کا مجموعہ

قرآن حکیم اور ہم

اشاعت خاص 400 روپے، عام 270 روپے

برعظیم پاک و ہند میں

اسلام کے انقلابی فکر کی تجدید و تعمیل

اور اس سے انحراف کی راہیں

اعلیٰ ایڈیشن: 50 روپے

دعوت رجوع الی القرآن کی اساسی اور مقبول عام دستاویز
جس کا انگریزی، عربی، فارسی اور سندھی میں ترجمہ ہو چکا ہے

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

اشاعت خاص: 45 روپے، اشاعت عام: 25 روپے

سابقہ اور موجودہ

مسلمان اُمتوں کا ماضی، حال اور مستقبل

اور مسلمانانِ پاکستان کی خصوصی ذمہ داری

اشاعت خاص 120 روپے

ڈاکٹر صاحب کے دو خطبات کا مجموعہ

اسلام میں عورت کا مقام

اشاعت خاص: 100 روپے، اشاعت عام: 70 روپے

مفصل فہرست طلب کیجیے: مکتبہ خدام القرآن، 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ فون نمبر 3-042-35869501